Regd No P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

WEEKLY BADR QADIAN

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الیس اللہ بکاف عبدہ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۷ | شمارہ ۲۶

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے

۳۰ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ | ۲۷ احسان ۱۳۴۷ ہش | ۲۷ جون ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان - ۲۵ احسان - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۹ احسان کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ ہی میں قیام فرما ہیں اور حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

الفضل میں شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ حضور انور علاوہ اور مصروفیات کے روزانہ نمازوں کے لئے باہر تشریف لاتے ہیں اور احباب کو ملاقات کا شرف بخشتے ہیں۔ مورخہ ۱۴ احسان کو حضور نے نماز جمعہ پڑھائی اور ایک روح پرور اور ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

قادیان - ۲۵ احسان - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

کلکتہ - ۱۲ احسان - محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ موصوف کو حالیہ سفر سے واپسی کے بعد بخار اور حبس البول کی تکلیف سے شدید کمزوری ہو گئی۔ اب پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب کامل صحت کیلئے دعا کریں۔

علاقہ مالابار میں مبلغین سلسلہ کا کامیاب تبلیغی دورہ

شنکرن کوئیل شہر میں مخالفت۔ اور پانچ افراد کا قبول احمدیت

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک ایمان افروز نظارہ

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ مقیم مدراس

مدراس سٹیٹ کے ترونیلویلی ضلع میں واقع شنکرن کوئیل شہر سے ۱۹۶۲ء میں ایک شخص بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ وہ باقاعدہ اپنے حلقۂ احباب میں تبلیغ کرتے رہے۔ اس سال کے اوائل میں مدراس میں منعقدہ عالمی نمائش دیکھنے کے لئے شنکرن کوئیل سے دو افراد آئے اور وہ ہمارے تبلیغی سٹال میں بھی تشریف لائے۔ تین چار روز تک ان سے تبلیغی گفتگو ہوتی رہی اور جاتے وقت وہ چند کتب بھی خرید کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد خاکسار کے ساتھ ان کی خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا اور میں انہیں لٹریچر وغیرہ بھی بھجواتا رہا۔ ایک دن ان میں سے ایک کی تفصیلی چٹھی آئی کہ انہوں نے اپنے علاقہ کی جامع مسجد کے پیش امام جو اس علاقہ میں سب سے بڑے عالم و فاضل سمجھے جاتے ہیں ان سے احمدیت کے بارے میں چند سوالات کئے جن کا وہ کوئی جواب نہیں دے سکے اور کہا کہ تم لوگ جاہل ہو۔ اگر میں کوئی بات کروں گا تو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی اس لئے کسی عالم و فاضل کو ساتھ لے آؤ میں ان سے ہی بات کر سکتا ہوں۔ تم لوگوں سے مذہبی گفتگو کرنا میں پسند نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ۔ انہوں نے اپنی چٹھی میں مجھے شنکرن کوئیل آنے کی دعوت دی۔ خاکسار نے جواب دیا کہ مورخہ ۱۲ مئی کو کرونا گاپلی (کیرالہ) میں سالانہ احمدیہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ کانفرنس سے واپسی پر ہم سب شنکرن کوئیل آ جائیں گے تاکہ آپ کے یہاں کے پیش امام صاحب سے گفتگو کی جائے۔

چنانچہ مورخہ ۱۱، ۱۲ مئی کو کرونا گاپلی کی سالانہ احمدیہ کانفرنس نہایت شاندار اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہونے کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی، محترم مولوی محمد ابوالوفا صاحب، محترم جناب صدیق امیر علی صاحب صدر کیرالہ احمدیہ سنٹرل کمیٹی، مکرم محی الدین علی صاحب سیکرٹری تبلیغ مدراس اور خاکسار مع دو تین دیگر احمدی دوستوں کے مورخہ ۱۴ مئی کی شام کو ۵ بجے شنکرن کوئیل پہنچے۔ چند دوست ریلوے سٹیشن پر پہنچے ہوئے تھے۔

شنکرن کوئیل کی آبادی قریباً تیس اور پینتیس ہزار کے درمیان ہے جس میں دو ہزار مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اور یہ سب ایک ہی محلہ میں بود و باش رکھتے ہیں۔

ہمارے وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ پیش امام مذکور نے ہماری آمد کا علم پا کر اپنے چیلوں سمیت شہر کی فضا کو ہمارے خلاف پہلے ہی مکدر کر رکھا ہے۔ نہ صرف یہ کہ پیش امام صاحب ہم سے گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ مختلف قسم کی شرارتوں کے منصوبے بھی بنائے گئے ہیں۔

ہم ریلوے سٹیشن سے سیدھے اسی مسلم محلہ میں چلے گئے۔ وہاں پر ایک زیر تبلیغ دوست کے گھر میں جا کر مغرب و عشاء کی نماز پڑھی۔ اور رہائش کے لئے ہم سب مسلم محلہ سے دور ایک مقام پر چلے گئے۔

دوسرے دن ہم نے اپنے دوستوں کے ذریعہ بہت کوشش کی کہ پیش امام صاحب ہم سے ملاقات اور گفتگو کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں لیکن وہ اتنے مرعوب تھے کہ کسی صورت میں اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔

ہم نے چاہا کہ یہاں پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جلسہ کیا جائے لیکن اطلاع ملی کہ اس طرح کا جلسہ بھی ممکن نہیں کیونکہ مخالف لوگ فتنہ و فساد پر آمادہ ہیں اور پھر اتنے کم وقت میں ہمیں پولیس کی طرف سے اجازت ملنی بھی مشکل نظر آ رہی تھی۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ اپنی رہائش گاہ میں ہی زیر تبلیغ افراد کو بلا کر ایک مختصر تبلیغی و تربیتی اجلاس کر لیا جائے۔

پیش امام صاحب کا تبادلۂ خیالات سے فرار ہمارے زیر تبلیغ افراد پر خاص طور پر اثر انداز ہوا انہوں نے بھی اپنے طور پر پیش امام صاحب کو آمادہ کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

ہمیں یہ بھی اطلاع ملی کہ مخالفوں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ اب احمدی علماء اور ان کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے محلہ میں آنے نہ دیں گے اگر وہ اس محلہ میں داخل ہوں تو ان پر پتھر لوٹ کیا جائے۔ اور گوبر وغیرہ غلاظت پھینکی جائے۔ مخالفین کا یہ فیصلہ ہمارے لئے کوئی نیا نہیں تھا۔ اور نہ ہی ہم لوگ اس سے ڈر کر پیغام حق پہنچانے سے رک سکتے تھے اس لئے ان باتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے ہم سب احمدی احباب مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھنے کے بعد اس مسلم محلہ کی طرف چل پڑے۔

(باقی صفحہ پانچ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستتر واں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری و اجازت سے آئندہ جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخیں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہجری شمسی یعنی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔

لہٰذا جملہ پراونشل امراء کرام و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ ہر دوست کو علم ہو جائے۔ اور احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہجری شمسی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرما کر اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکت سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۲۷ ؍احسان ۱۳۴۷ ہش

ملک کی سالمیت اور قومی یکجہتی کی اہمیت

ہفتہ زیر اشاعت سرینگر میں بتاریخ ۲۰ ؍ اور ۲۱ ؍جون وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی طرف سے قومی یکجہتی کونسل کا اجلاس بلایا گیا۔ آج سے کم و بیش سات سال کی بات ہے کہ ۲۸ ؍ستمبر ۱۹۶۱ء کو نئی دہلی میں قومی یکجہتی کانفرنس بلائی گئی تھی۔ اسی کانفرنس میں قومی یکجہتی کونسل کی تشکیل عمل میں آئی تھی۔ اس میں اعلان کیا گیا تھا کہ

"اقلیتوں کی شکایات کا جائزہ لینے اور انہیں دور کرنے کے لئے مشینری قائم کرنے پر غور کیا جائے۔"

اس کے بعد اس کونسل کا صرف ایک ہی اجلاس ۲ ؍جون ۱۹۶۳ء کو ہوا۔ اور اب پانچ سال بعد وزیر اعظم نے اس کونسل کا دوسرا اجلاس سرینگر میں منعقد کیا جانا ضروری سمجھا۔

کونسل کے حالیہ اجلاس میں شرکت کے لئے سرینگر پہنچنے پر مسز گاندھی نے کہا:۔

"کونسل کے سامنے ایک کام فرقہ پرستی کو ختم کرنا ہے۔ جو شدت اختیار کر گیا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں فسادات کی وجہ سے ملک کے وقار پر اثر پڑا ہے۔ دو بڑے فرقوں کے دوابط بعض علاقوں میں خراب ہو گئے ہیں۔ کونسل کے ممبران قومی یکجہتی کے استحکام کے طریقوں پر غور کریں گے۔"

(ضمیمہ الجمعیۃ ۱۶ ؍جون ۱۹۶۸ء)

گویا ملک میں بڑھ رہے فرقہ دارانہ فسادات پر قابو پانے کے لئے قومی یکجہتی کونسل کا اجلاس بلایا گیا ہے۔ کونسل کا یہ نام ہی ظاہر کرتا ہے کہ اگر قومی یکجہتی ہوگی تو فسادات ہی ختم ہوں گے۔ اس وقت فسادات اس لئے ہو رہے ہیں کہ قومی یکجہتی مفقود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کا وسیع و عریض ملک جس کی ۵۰ کروڑ آبادی مختلف مذاہب کے ماننے والوں پر مشتمل ہے اور یہ مختلف الخیال افراد مل کر ہی ایک قوم بنتے ہیں۔ ہندو مسلمان عیسائی علیحدہ علیحدہ مذہب رکھتے ہوئے بھی ایک قوم ہیں۔ اب قومی وحدت کے اس تصور کو جس قدر تقویت حاصل ہوگی اور ملک کے اندر بسنے والوں کا اس کی معنویت سے قریب کا تعلق ہوگا۔ فرقہ دارانہ فسادات ختم ہو جائیں گے۔

ملک کی بدقسمتی کہہ لیجئے یا اسے قومی لیڈروں کے سامنے ایک مشکل مسئلہ سمجھئے۔ اصل بات یہی ہے کہ سب سے مقدم امر یہاں کے سبھی باشندوں کا دوسروں کو برداشت کرنے کا مادہ ہے۔ وہ لوگ جو ایک فرقہ کے لوگوں کو آئے دن اردل کی پوزیشن میں دیکھیں اور خود کو ان سے فائق سمجھتے ہوئے مالک قرار دیں اس صورت میں کشیدگی کے جراثیم لازماً رہیں گے۔ اور خطرناک نتائج پر منتج ہوں گے پس پہلی بات یہی ہے کہ کسی دوسرے کو محض اس کے مذہبی خیالات کے مختلف ہونے کے سبب دوسرے درجہ کا شہری نہ سمجھا جائے اور نہ اس طریق پر کسی وقت بھی اظہار خیال کیا جائے۔ اور جس صورت میں مختلف مذہبی اعتقادات و نظریات رکھنے والے سب مل کر ایک قوم بنتے ہیں۔ ہندی۔ ہندو۔ ہندوستان کا نعرہ بھی سراسر غلط گمراہ کن بلکہ مفسدانہ ہے۔ جو لوگ مثلاً مسلمانوں کو غیر ملکی سمجھتے ہیں وہی فرقہ دارانہ فسادات کے حقیقی ذمہ دار قرار دیئے جانے چاہئیں۔ اس لئے کہ یہی لوگ ملکی سالمیت کے پودے کو دیمک کی طرح چاٹتے ہیں۔

وزیر اعظم مسز گاندھی کی طرف سے سرودَے لیڈر شری جے پرکاش نارائن کو بھی کونسل کے اجلاس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ مگر وہ شامل نہ ہوئے انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ

"کانفرنسوں کی بجائے عملی کام کی ضرورت ہے۔ اور جو فیصلے پہلے ہو چکے ہیں انہیں عملی جامہ پہنایا جائے۔"

(پرتاپ ۶/۲۱ ؍۶۸)

انہوں نے کہا:۔

"فسادات کو حکومت ہی ختم نہیں کر سکتی بلکہ پڑھے لکھے لوگوں پر اختیارات پر اور روشن خیال لوگوں پر بھی بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے ملک کا مستقبل خطرہ میں ہے فرقہ دارانہ فسادات میں تمام فرقوں کے باشعور ممبران بے بس تماشائی ہیں۔۔۔۔ پاکستان میں گذشتہ مہینوں میں کوئی فساد نہیں ہوا۔ اس لئے ان فسادات کو پاکستان کا رد عمل نہیں کہا جا سکتا۔ تشدد اور نفرت پر تخریب پسند طاقتیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ حکومت اپنے خفیہ محکمہ کو از سر نو تنظیم کرے تاکہ ان تخریب پسند طاقتوں کا پتہ لگا کر کچلا جا سکے۔ لازمتوں میں فرقہ پرستی کو ختم کیا جائے۔ قومی یکجہتی کونسل کو عمل پر زور دینا چاہیئے۔"

(الجمعیۃ دہلی ضمیمہ ۶/۲۱ ؍۶۸)

سرودَے لیڈر نے اپنے بیان میں وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے جس کی اس وقت ضرورت ہے۔ اور جن باتوں سے صرف نظر کر دینے کے سبب ملک کا مستقبل خطرے میں ہے۔"

جہاں تک ملک میں ہونے والے پے در پے فرقہ دارانہ فسادات کا تعلق ہے۔ اخبار الجمعیۃ کے نوٹ میں حقیقت الامر کا مطالعہ کر کے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ لکھا ہے:۔

"پنڈت نہرو نے سچ کہا تھا کہ ہندوستان وہ ملک ہے جو جانوروں کی حفاظت کرتا ہے اور انسانوں کے خون سے اپنی پیاس بجھاتا ہے۔ ایک فساد نہیں گذشتہ چھ سات ماہ میں دو سو سے اوپر فسادات ہو چکے ہیں کوئی گارنٹی نہیں کہ آئندہ انسانی خون کا بہنا اور جائیدادوں کا جلنا بند ہو جائے گا۔" (الجمعیۃ ۶/۱۲ ؍۶۸)

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو نوازش نامے

(۱) محبت بھرا اسلام اور دعا

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان

گذشتہ دنوں ہمارے ایک مبلغ نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا جس میں انہوں نے درویشان قادیان کے لئے بھی دعا کی درخواست کی تھی۔ حضور نے اپنے جواب میں ازراہِ شفقت تحریر فرمایا:۔

"سب درویشان قادیان اور احباب ہندوستان کو محبت بھرا اسلام۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور اپنی امان اور رحمت میں رکھے۔" (بحوالہ چٹھی نمبر ۶۸۸ / ۲۱-۵-۱۳۴۷)

(۲) تعزیتی تار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم یونس احمد صاحب اسلم مرحوم کی وفات پر جناب ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام حسب ذیل تعزیتی تار ارسال فرمایا ہے:۔

(ترجمہ) مری ۱۹ ؍جون

"یونس احمد اسلم کی افسوسناک وفات پر بہت صدمہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے لواحقین کو میری طرف سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا پیغام پہنچا دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو ابدی راحت و سکون بخشے۔ آمین۔"

(حضرت) خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ تعالیٰ)

معارف القرآن

دُنیا ایک دن تسلیم کرے گی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں روحانی سُورج تھے

جب تک قرآن دُنیا میں موجود ہے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ضُحیٰ دُنیا میں موجود رہے گی

از سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

سورۃ الشمس کی ابتدائی چار آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں :-

ان چار آیات میں چار الگ الگ زمانوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

میں اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم سورج کو تمہارے سامنے بطور مثال پیش کرتے ہیں جب تک

اپنی ذات میں چمکنے والا وجود

دنیا میں نہ آئے، بالخصوص ایسے زمانہ میں جب نور بالکل مٹ چکا ہو اس وقت تک دنیا کبھی ترقی کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتی۔ جیسے بجھی ہوئی آگ ہو تو اس سے دوسری آگ روشن نہیں ہو سکتی۔ یا بجھا ہوا دیا ہو تو اس سے دوسرا دیا روشن نہیں ہو سکتا۔ ری فلیکٹر اسی وقت فائدہ دیتا ہے جب نور موجود ہو۔ مثلاً اگر لیمپ جل رہا ہو اور اس پر ری فلیکٹر لگا دیا جائے تو بیشک اس کی روشنی دور تک پھیل جائے گی یا جیسے بیٹریوں کی روشنی بہت معمولی ہوتی ہے لیکن اوپر کا شیشہ جو ری فلیکٹر کے طور پر لگا ہوا ہوتا ہے اس کی معمولی روشنی کو بھی دور تک پھیلا دیتا ہے۔ اگر اس شیشہ کو تم نکال دو تو بیٹری کی روشنی آدھی سے بھی کم رہ جائے گی بہرحال ری فلیکٹر اسی صورت میں کام آ سکتا ہے جب نور موجود ہو۔ روشنی اپنی کسی نہ کسی شکل میں قائم ہو۔ لیکن اگر نور مٹ چکا ہو، تمام روشنیاں گُل ہو چکی ہوں تو اس وقت ایسا ہی وجود کام آ سکتا ہے جو ذاتی طور پر اپنے اندر روشنی رکھتا ہو۔ پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم تمہارے سامنے سورج کو پیش کرتے ہیں جو اپنے اندر

ذاتی روشنی

رکھتا ہے۔ اور جو ظلمتوں کو دور کرنے کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد روشنی کا دوسرا ذریعہ چاند ہوتا ہے اور وہ بھی ایسی حالت میں جب وہ سورج کے سامنے آ جاتا ہے۔ اس وقت وہ بھی دنیا کو اپنی شعاعوں سے منور کر دیتا ہے

یہ دو ذرائع ہیں

جو دنیا میں انتشار نور کے لئے کام آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان مثالوں کو کفارِ مکہ کے سامنے پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے تم اچھی طرح سوچ لو کیا تمہارے پاس ان دونوں ذرائع میں سے کوئی ایک ذریعہ بھی موجود ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا شمس ہے جو اپنے اندر ذاتی روشنی رکھتا ہو؟

شمس سے مُراد

وہ وقت ہوتا ہے جب شریعت لانے والا وجود براہ راست دنیا کو فائدہ پہنچا رہا ہو۔ پھر فرماتا ہے اگر کسی شمس کو تم پیش نہ کر سکو تو تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ گو شمس ہم میں موجود نہیں، مگر اس سے اکتساب نور کر کے ایک چاند ہم کو منور کر رہا ہے۔ بہرحال دو ہی چیزیں دنیا کو منور کر سکتی ہیں۔ یا تو ذاتی روشنی رکھنے والا کوئی وجود ہو اور اگر اس کی روشنی دور چلی جائے تو پھر اس کے بالمقابل آ جانے والا کوئی ری فلیکٹر جو اس کی روشنی کو جذب کر کے دوسروں تک پہنچا رہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ روشنی حاصل کرنے کی اور کوئی صورت نہیں اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے مکہ والو! تمہیں تو ان دونوں حالتوں میں سے کوئی حالت بھی نصیب نہیں۔ مثلاً پہلی چیز یہ ہوتی ہے کہ

شریعت موجود ہو

مگر تمہاری یہ حالت ہے کہ تمہارے پاس نہ نوح کا قانون ہے نہ ابراہیم کا قانون ہے، نہ کسی اور نبی کا قانون ہے۔ اور جب تمہارے پاس کوئی قانون ہی نہیں تو تم اپنے متعلق کیا امید کر سکتے ہو اور کس طرح اس غلط خیال پر قائم ہو کہ تمہارے باپ دادا کی بجھی ہوئی روشنیاں تمہارے کام آ جائیں گی۔ تمہاری حالت تو ایسی ہے کہ تمہیں لازمی طور پر

ایک شارع نبی کی ضرورت

ہے۔ کیونکہ ساری شریعتیں تم میں مفقود ہیں اور جب کہ سب کی سب شرائع مفقود ہو چکی ہیں تو اب ضروری ہے کہ کوئی شمسِ ہدایت آئے جو ان تاریکیوں کو اجالے سے بدل دے

جب تک ایسا وجود نہیں آتا جو اپنے اندر ذاتی طور پر روشنی رکھنے والا ہو اس وقت تک پرانے لیمپ جو بجھ چکے ہیں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتے۔

روشنی کے حصول کی دوسری صورت

یہ ہوتی ہے کہ قمر ظاہر ہو جائے مگر قمر بھی اسی وقت مفید ہو سکتا ہے جب شمس تو موجود ہو مگر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ اس کے بغیر وہ کسی کام نہیں آ سکتا۔ اگر تم یہ کہو کہ ہم قمر سے فائدہ اٹھا لیں گے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ تم میں کوئی شریعت موجود نہیں کہ غیر شریعت والا کوئی قمر ظاہر ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے زمین کی اس حالت کو پیش کیا ہے جب وہ نہار پیدا کر دیتی ہے۔ اور آخر میں اس حالت کو رکھا گیا ہے جب زمین سورج سے منہ موڑ کر لوگوں کے لئے لیل پیدا کر دیتی ہے۔

ان آیات میں اسلام کے دو اہم زمانوں کی طرف نہایت ہی بلیغ انداز میں اشارہ کیا گیا ہے۔ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا میں تو

اسلام کی غرض

کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں چمکنے والے سورج ہیں جوں جوں یہ سورج طلوع کرتا جائیگا وہ نور جو ذاتی طور پر سورج کے اندر موجود ہے زمین میں پھیلتا چلا جائے گا۔ چنانچہ دیکھ لو قرآن جو آج ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ مطہر سے ہی نکل کر آیا ہے۔ خدا نے اس عظیم الشان کلام کے نزول کے لئے آپ کو چنا اور پھر آپ کے ذریعہ یہ کلام ہمارے ہاتھوں تک پہنچا وہ تفصیلات جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں اور

وہ غیر متبدل تعلیمات

جن کو اسلام نے پیش کیا ہے خواہ وہ تزکیہ نفوس سے تعلق رکھتی ہوں یا سیاسی اور تنظیمی تعلیمات ہوں یا اخلاقی اور اقتصادی تعلیمات ہوں، بہرحال وہ سب کی سب

محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کے سینے سے نکل کر ہم تک پہنچی ہیں۔ پس آپ وہ شمس تھے جن کی ضحیٰ اپنی ذات میں آپ کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل تھی۔ دنیا خواہ آپ کو مانے یا نہ مانے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ دنیا قرآن کریم کو بند کر کے رکھ دے اور کہے کہ قرآن کریم کے مضامین بالکل خراب ہیں پھر بھی

جب تک قرآن دنیا میں موجود ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضحیٰ دنیا میں موجود رہے گی۔ جب دن کے وقت ایک شخص اپنے کمرے کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ رہتا ہے یا جب زمین چکر کھا کر سورج کو لوگوں کی نگاہ سے اوجھل کر دیتی ہے اس وقت سورج کا وجود تو غائب نہیں ہو جاتا سورج بہرحال موجود ہوتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ زمین اس سے اپنی پیٹھ موڑ لے۔ یا کوئی شخص اپنے کمرہ کے دروازے بند کر کے اس کی روشنی کو اندر داخل نہ ہونے دے۔ اسی طرح وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا میں بتایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ضحیٰ والے وجود ہیں چاہے تم اس نور سے فائدہ اٹھاؤ یا نہ اٹھاؤ۔ ان کا نور بہرحال ظاہر ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ دنیا ایک دن تسلیم کرے گی کہ

آپ حقیقت میں روحانی سورج

تھے۔ پس دنیا ان کے ساتھ [illegible] اس کا کوئی سوال نہیں۔ دنیا اس شمس کے سامنے آئے گی تو منور ہو جائے گی۔ اور اگر نہ آئے گی تو یہ شمس بہرحال [illegible] کی ضحیٰ پر اس بات کا کوئی [illegible] کہ لوگوں نے اس کی [illegible] لی ہے۔

فرض کرو رسول کریم [illegible] پر ایک آدمی بھی ایمان [illegible] کیا ہو سکتا تھا۔ جو روحانی [illegible] آپ نے دی ہیں۔ جو سیاسی تعلیمات [illegible] نے دی ہیں۔ جو اقتصادی تعلیمات [illegible]

دی ہیں۔ جو عائلی تعلیمات آپؐ نے دی ہیں۔ جو تمدنی تعلیمات آپؐ نے دی ہیں۔ جو علمی تعلیمات آپؐ نے دی ہیں ان سے بہرحال آپؐ کا شمس ہونا ظاہر ہو جاتا۔ جب ایک وجود کو خدا تعالیٰ نے شمس بنا کر بھیجا تو خواہ مکہ والے آپؐ پر ایمان نہ لاتے، اہلِ عرب آپؐ کو سچا تسلیم نہ کرتے۔ وہ یہ تو کہہ سکتے تھے کہ اس شمس سے نہار پیدا نہیں ہوا۔ دنیا نے اس سورج سے روشنی اخذ نہیں کی۔ مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ شمس شمس نہیں تھا۔ جب ایک شخص نئی شریعت لاتا ہے تو خواہ ہزار سال کے بعد لوگ اسے مانیں بہرحال

اس کا شمس ہونا

پہلے دن سے ہی ثابت ہو جاتا ہے۔ یہ تو ہم کہیں گے کہ دنیا اس کے سامنے دو سو سال کے بعد آئی یا ہزار سال کے بعد آئی۔ مگر یہ نہیں کہیں گے کہ وہ شمس اپنی ذات میں ایک روشن وجود نہیں تھا۔ پس وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا میں بتایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں ایسا نور رکھتے ہیں کہ تم چاہے مانو یا نہ مانو ان کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔

پھر فرماتا ہے

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا

یعنی آپؐ کے بعد بعض اور وجود بھی آئیں گے جو قمر کی حیثیت رکھیں گے یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف ایسے شمس ہیں جو اپنی ذات میں روشن اور پُر انوار ہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے آپ کے نور سے اکتساب کرنے کے لئے بعض قمر بھی پیدا کر دئے ہیں جو ہر زمانہ میں ان کے نور کو دنیا میں پھیلاتے رہیں گے۔ گویا اوّل تو یہ اپنی ذات میں سورج ہے، پھر یہ ایسا سورج ہے جس کیلئے خدا تعالیٰ نے ری فلیکٹر بھی پیدا کر دئے ہیں۔ اگر لوگ اس سورج کی طرف سے اپنا منہ موڑ لیں گے تو خدا تعالےٰ پھر بھی انہیں بھاگنے نہ دے گا اس کے مقابل پر

ایک چاند

آ کھڑا ہوگا اور اس سے روشنی اخذ کرکے دنیا پر پھینکنے لگے گا اور اس طرح پھر دنیا اس کے نور سے حصہ لینے لگے گی۔

اگر تم زمین سورج اور چاند کو آدمی سمجھ لو تو

تمثیلی رنگ میں

یہ کہا جا سکتا ہے کہ زمین جب روٹھ کر سورج سے اپنا منہ پھیر لیتی ہے تو چاند کہتا ہے تم اس سے بھاگ کر کہاں جاتی ہو۔ میں اس سے نور حاصل کرکے تم پر ڈال دوں گا۔ غرض بتایا کہ دنیا خواہ پیٹھ پھیر لے۔ خواہ وہ اس شمس روحانی سے منہ موڑ لے۔ پھر بھی اس سورج سے اکتساب نور کرتے ہوئے ایسے قمر دنیا میں بھیجے جائیں گے جو پھر

ظلمت کدۂ عالم کو بقعۂ نور بنا دیں گے

اگر کوئی قمر نہ ہوتا اور دنیا اپنی پیٹھ سورج کی طرف پھیر دیتی تو لازماً تاریکی ہی تاریکی ہو جاتی۔ اجالا ہونے کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی شارع نبی آیا دنیا نے کچھ عرصہ کے بعد اس سے اپنا منہ موڑ لیا۔ اور تاریکی و ظلمت کے بادل اس پر چھا گئے۔ مگر فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نبی نہیں۔ یہ وہ شمس ہیں جس کے پیچھے قمر لگے ہوئے ہیں۔ یہ وہ معشوق ہے جس کے عاشق اس کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں دنیا اگر روٹھے گی تو قمر اس کو روشنی پہنچانے کے لئے ظاہر ہو جائیں گے۔

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا

میں بتایا کہ ہمارا یہ سورج صرف اپنی ذات میں ہی روشنی نہیں رکھتا بلکہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ دنیا بھی اس سے روشنی لے گی۔ اس جگہ نہار سے مراد زمانہ رسول نہیں بلکہ

نہار سے مُراد

بعد کا زمانہ ہے جب سورج تو نہ ہوگا مگر دن کا وقت سورج کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لاتا رہے گا۔ یہاں تک کہ رات آجائے گی۔ اور وہ اسے ڈھانپ لے گی۔ اور ایک بار پھر دنیا معلوم کرنے لگی کہ سورج کے بغیر گزارہ نہیں۔ اور اس سے دوری خسران و تباہ کا موجب ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے

جسمانی اور روحانی سورج میں ایک فرق

بتایا ہے۔ جسمانی سورج تو جب تک موجود رہتا ہے دن چڑھا رہتا ہے اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے رات آجاتی ہے لیکن روحانی سورج کی روشنی اس کے غائب ہونے کے بعد بڑھنی شروع ہوتی ہے۔ گویا دنیوی دن تو سورج کے ہوتے ہوئے چڑھتا ہے لیکن روحانی دن سورج کے غائب ہونے کے بعد اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو قرآن اور احادیث نے ساری دنیا کو منور کیا مگر اس وقت جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے۔ جب روحانی سورج لوگوں کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا۔ یہ روحانی اور جسمانی سورج میں ایک نمایاں فرق ہے۔ جسمانی سورج کا دن اس وقت چڑھتا ہے جب سورج نکلتا ہے مگر روحانی سورج کا دن اس وقت کمال کو پہنچتا ہے جب وہ غائب ہو جاتا ہے

جسمانی سورج کے طلوع ہونے پر لوگ خوشیاں مناتے ہیں لیکن جب روحانی سورج طلوع کرتا ہے تو لوگ

مخالفت کا ایک طوفان

بپا کرتے ہیں۔ کوئی گالی نہیں ہوتی جو اسے نہ دی جائے کوئی الزام نہیں ہوتا جو اس کے متعلق تراشا نہ جائے۔ ہر کوشش کا ماحصل یہی ہوتا ہے کہ کہیں اس سورج کی ضیاء دنیا میں نہ پھیل جائے۔ مگر جب وہ سورج دنیا کی جسمانی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے تو اس کی روشنی بڑھنے لگتی ہے۔ اور لوگ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ وہ بڑا اچھا آدمی تھا۔ ہم بھی اسے مانتے ہیں ہم بھی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہی اثر تھا جس نے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کو ایک دفعہ ایسا رلایا کہ میدہ کے نرم نرم پھلکے کا ایک لقمہ تک ان کے گلے سے نیچے اترنا مشکل ہو گیا۔ جب کسریٰ کو شکست ہوئی اور مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو ان میں کچھ ہوائی چکیاں بھی تھیں۔ جن سے باریک آٹا پیسا جاتا تھا۔ اس سے پہلے مکہ اور مدینہ کے رہنے والے سل بٹہ پر دانوں کو پیس لیا کرتے اور پھونکوں سے اس کے چھلکے اڑا کر معمولی پکا لیا کرتے تھے۔ جب مدینہ میں ہوائی چکیاں آئیں اور ان سے باریک میدہ تیار کیا گیا تو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے حکم دیا کہ پہلا آٹا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ تاکہ سب سے پہلے آپ ہی اس آٹے کی نرم نرم روٹی کھائیں چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق وہ آٹا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے ایک عورت کو دیا کہ وہ اسے گوندھ کر روٹی تیار کرے۔ جب میدے کے گرم گرم اور نرم نرم پھلکے تیار کرکے آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ایک لقمہ توڑا اور اپنے منہ میں رکھ لیا مگر وہ لقمہ ابھی آپ نے اپنے منہ میں ڈالا ہی تھا کہ آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ دیکھنے والی عورت حیران رہ گئیں کہ آپ کے آنسو کیوں گرنے لگے ہیں۔ چنانچہ کسی نے آپ سے پوچھا خیر تو ہے کیسی عمدہ اور نرم روٹی ہے اور آپ کے گلے میں پھنس رہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا میرے گلے میں یہ روٹی اپنی خشکی کی وجہ سے نہیں پھنسی بلکہ اپنی نرمی کے باعث پھنسی ہے۔ رنج کے واقعات نے مجھے رنجیدہ نہیں کیا بلکہ خوشی کی گھڑیوں نے مجھے افسردہ بنا دیا ہے۔ ایک زمانہ تھا

جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے۔ انہی کی برکت سے آج یہ نعمتیں ہمیں میسر ہیں مگر آپؐ کا یہ حال تھا کہ مدتوں گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ اور اگر روٹی پکتی بھی تو اس طرح کہ ہم سل بٹہ پر غلہ پیس لیا کرتے اور پھونکوں سے اس کے چھلکے اڑا کر روٹی پکا لیا کرتے۔ مجھے خیال آتا ہے کہ یہ نعمتیں جس کے طفیل ہمیں میسر آئی ہیں وہ تو آج ہم میں نہیں کہ ہم یہ نعمتیں اس کے سامنے پیش کرتے اور دولتیں اس کے قدموں پر نثار کرتے۔ لیکن ہم جن کا ان کامیابیوں کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ خیال تھا جس نے مجھے تڑپا دیا۔ اور جس کی وجہ سے میدے کا نرم لقمہ بھی میرے گلے میں پھنس گیا۔ تو

روحانی عالم میں یہی قانون جاری ہے

کہ نہار اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب سورج نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

غرض اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا کہ ہم دن کو پیش کرتے ہیں جب وہ سورج کو ظاہر کر دے گا۔ سورج سامنے نہیں ہوگا مگر دن اس بات کا ثبوت ہوگا کہ سورج ضرور چڑھا تھا۔ چنانچہ دیکھ لو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت

جس طرح ظاہر ہوئی اور اسلام کی دھاک دنیا کے قلوب پر بیٹھی یہ ظہور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں ہوا۔ غرض روحانی اور جسمانی دن میں یہ فرق ہے کہ جسمانی دن کے وقت سورج موجود ہوتا ہے مگر روحانی نہار کا زمانہ وہ ہوتا ہے جب جسمانی طور پر سورج غائب ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

الوصیت میں اپنی وفات کی خبر دیتے ہوئے

جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ "تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے

دوسری قدرت

کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔

وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰھَا

پھر فرماتا ہے تیری امت پر ایک وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب سورج سے وہ اپنا منہ موڑ لے گی اور نہار کی بجائے لیل کا زمانہ اس پر آ جائے گا۔ بجائے اس کے کہ

اُمتِ محمدیہ کے افراد

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل پیرا رہیں وہ آپ کے مقام کو بھول جائیں گے۔ آپ کے احکام کو فراموش کر دیں گے اور عیاشیوں میں مبتلا ہو کر شیطانی رستوں کو اختیار کر لیں گے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ اُن سے فرمائے گا خواہ تم ہم کو بھول جاؤ ہم تمہیں نہیں بھول سکتے۔ خواہ تم ہم سے روٹھ جاؤ ہم تمہیں نہیں چھوڑ سکتے۔ چنانچہ جب رات ان پر چھا جائے گی اور دُنیا بزبانِ حال ایک سورج کا مطالبہ کر رہی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ پھر ایک چاند کو جو سورج کا قائم مقام ہوتا ہے چڑھا دے گا اور وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے روشنی لیکر اسے ساری دنیا میں پھیلا دے گا۔

غرض اللہ تعالےٰ نے وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ

بعض افراد اپنے اندر ذاتی فضیلت

رکھتے ہیں اور وہ دنیا کو چمکا دیتے ہیں اور دراصل ایسے ہی وجود دنیا کی اصلاح کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جس کے بالمقابل بعض انفاس قمر کی حالت رکھتے ہیں۔ اور اسی وقت دنیا کی ہدایت کا موجب ہوتے ہیں جب وہ سورج کے پیچھے آتے ہیں۔ یعنی ان کا نور ذاتی نہیں بلکہ مکتسب ہوتا ہے ان دونوں حالتوں کو اللہ تعالےٰ نے بطور شاہد پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ

اصلاحِ عالم

بغیر ان دو قسم کے وجودوں کے نہیں ہو سکتی یا نفسِ کامل یا متبع کامل۔ نفسِ کامل وہ ہے جس کا ذکر وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا میں آتا ہے اور متبع کامل وہ ہے جس کا ذکر وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا میں آتا ہے۔ جب تک ان دونوں صفات میں سے کوئی ایک صفت موجود نہ ہو کوئی شخص اصلاح کا فرض سرانجام نہیں دے سکتا۔ یا تو اصلاح کا کام ۴۴

۴۴ وہ شخص کر سکتا ہے جو شمس ہو اور اللہ تعالےٰ نے اسے اس غرض کے لئے پیدا کیا ہو کہ وہ شریعت لائے اور یا پھر وہ

ایسا متبع کامل ہو

کہ اپنے متبوع کے نور کو لے کر اس غرض کو پورا کر دے جس کے لئے اسے دنیا میں بھیجا گیا تھا۔ گویا اصل غرض شریعت سے ہوتی ہے جب شریعت لفظی موجود نہیں ہوتی اس وقت نفسِ کامل کے ذریعہ دنیا میں شریعت کو نازل کیا جاتا ہے اور جب شریعت لفظی غائب نہیں ہوتی صرف عمل مفقود ہوتا ہے اس وقت

ظلّی طور پر

وہ شریعت دوبارہ متبع کامل پر نازل ہوتی ہے اور وہ دنیا میں

قیامِ شریعت کا فرض

سرانجام دے دیتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم حصہ دوم)

علاقہ مالابار میں مبلغین کا کامیاب تبلیغی دورہ (بقیہ صہ اوّل)

محلہ میں داخل ہوتے ہی ہم نے دیکھا کہ مسلمان حضرات مختلف گروہوں میں چاروں طرف جمع ہیں اور سب کے سب ہمیں گھور رہے ہیں ہم نہایت سکون اور وقار سے ان سب گروہوں کے درمیان چلتے رہے اور اس مسلم محلہ کے آخری سرے تک گئے۔ اور اسی طرح واپس آئے تو دیکھا کہ شہر کی جامع مسجد کے سامنے وہ تمام لوگ جمع ہیں جو تھوڑی دیر پہلے مختلف مقامات پر ٹولیوں میں کھڑے تھے۔ ہم پورے وقار کے ساتھ بڑے انبوہ کے درمیان سے گذر گئے نہ کسی کو حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اور نہ کوئی اور منصوبہ عمل میں آیا۔ آیت کریمہ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ (یعنی ہم نہ ماننے والوں کے دلوں پر رعب اور دبدبہ جاری کریں گے۔) کا کرشمہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور نو احمدی احباب کیلئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہُوا۔

ہم سب محلہ کے باہر ایک مسلمان کے ہوٹل میں چلے گئے وہاں کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنی رہائش گاہ پہنچے

اسی اثناء میں ہمیں اطلاع ملی کہ اپنے ناپاک منصوبوں کو ناکام دیکھ کر شکست خوردہ مولوی صاحب نے اپنے چیلوں کو بھیج کر مقامی پولیس سٹیشن میں یہ شکایت کر دی کہ یہاں پر پاکستان سے چند جاسوس فتنہ پیدا کرنے کی

نیت سے آئے ہوئے ہیں ان کا فوری تدارک کیا جائے۔

ہم اس وقت اپنے پروگرام کے مطابق ریلوے سٹیشن روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر پلیٹ فارم پر بیٹھے ہی تھے کہ شنکرن کوئیل کے سب انسپکٹر اور سرکل انسپکٹر مع چند پولیس کے باوردی اور بے وردی سپاہیوں کے آئے۔ اور ہمیں گھیر لیا۔ سب انسپکٹر سیدھے محترم مولوی امینی صاحب کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور کس غرض کے لئے آئے ہیں۔ اور اتنی جلدی کیوں واپس جا رہے ہیں۔ محترم مولانا صاحب نے ان کے تمام سوالات کا برجستہ جواب دیا۔ اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض وغایت، اس کے عقائد، احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔ حکومت وقت کے ساتھ اس کا سلوک اور موقف۔ پیشوایانِ مذاہب کے بارے میں ہمارے عقاید وغیرہ امور پر نہایت تفصیل سے مؤثر انداز میں بیان فرمایا۔ اور ساتھ ہی اس بات پر افسوس کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ ہم اس مقام پر چند دوستوں کی دعوت پر بطور مہمان آئے ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں کا فرض تھا کہ ہمارے ساتھ مہمانوں جیسا سلوک کرتے لیکن اکثریت کے گھمنڈ میں ان لوگوں نے محض اختلافِ عقاید کی بناء پر ہم پانچ چھ افراد پر حملہ کا منصوبہ بنایا۔ جس کی نہ اسلام اور نہ انسانیت اجازت دیتی ہے

محترم مولانا صاحب کی یہ پُراثر اور برجستہ تقریر پولیس افسران نہایت توجہ سے سنتے رہے اور بالآخر مولوی صاحب سے مصافحہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ آپ لوگوں کے خلاف ابھی ابھی ہمیں بعض سنگین الزامات پر مشتمل شکایت ملی تھی مگر اب ہم پر حقیقت واضح ہو گئی ہے۔ آپ شوق سے اپنا تبلیغی پروگرام رکھیں۔ بہرحال پولیس افسران مطمئن ہو گئے اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ

Carry on with your propaganda and mission work.

تبلیغِ حق کا اثر

ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر کی گئی (؟) گفتگو کو سننے کے لئے ایک بہت بڑا مجمع موجود تھا۔ اس طرح خدا تعالےٰ نے تبلیغِ حق پہنچانے کا بہترین موقع عطا فرمایا۔ الحمدللہ علی ذالک اگر ہم پبلک جلسہ بھی کر لیتے تو لوگوں پر اتنا اثر نہ ہوتا جو اس گفتگو کے بعد پیدا ہُوا۔ اس طرح مخالفوں کی مخالفانہ تدابیر ہمارے لئے سودمند ثابت ہوئیں

جن مقامی دوستوں نے ہمیں بلوایا تھا یہ تمام امور ان کے لئے ازدیادِ ایمان اور صداقتِ احمدیت پر روشن نشان بنے۔

جوں ہی پولیس افسران ہم سے رخصت ہوئے مقامی دوستوں میں سے چار مستعد نوجوان آگے آئے اور کہنے لگے کہ ہم پر احمدیت کی صداقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے ہم ابھی اسی وقت بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نوجوان مکرم محمد اسماعیل صاحب جو وہاں کے ایک سپروائزر ہیں پولیس افسران کے چلے جانے کے بعد فرطِ مسرت سے اور مختلف جذبات سے لبریز ہو کر مجھ سے لپٹ گئے۔ اور کہا کہ حق وصداقت کی کامیابی کے لئے اس سے بڑھ کر ہمیں کس قسم کے نشان کی ضرورت ہے!!

چنانچہ اسی جگہ بیٹھ کر چاروں دوستوں نے بیعت کر لی اور اس مقام کے پرانے بیعت کنندہ نے خلافت ثالثہ کی بیعت تجدید کی۔ اس موقعہ پر بھی کافی لوگ بیعت کی کارروائی کو بغور دیکھتے رہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نو مبایعین کو استقامت بخشے اور دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور اس علاقہ کے لوگ نورِ احمدیت سے منور ہو جائیں۔ آمین

مسجد احمدیہ مونگھیر صوبہ بہار کی مرمّت اور ایک دوست کیلئے درخواستِ دعا

مکرم میاں محمد ادریس صاحب تاجر کلکتہ تقریباً پانچ ماہ سے دل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور بزرگان کی دعاؤں کی برکت سے اب دل کی بیماری میں کافی حد تک افاقہ ہے میری تحریک پر مکرم میاں صاحب موصوف نے مسجد احمدیہ مونگھیر (صوبہ بہار) کی مرمت کے سلسلہ میں /۱۵۰۰ روپیہ کی گرانقدر رقم عطا فرمائی ہے احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کی اس پیشکش کو قبول کرے اور ان کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور سلسلہ کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ انچارج صوبہ بنگال و اڑیسہ

اظہارِ تشکر:- محترمہ آفریدہ خاتون صاحبہ ایم اے بی ایڈ دختر عزیزہ مہر جہاں صاحبہ ایم اے بی ایڈ شاہجہانپوری نے ایم اے کے امتحان میں کامیابی کی خوشی میں اعانتِ بدر کے لئے ۲۵ روپے ارسال فرمائے ہیں جزاہا اللہ۔ دونوں کی دینی دنیوی ترقیات کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ خاکسار قریشی

علاقہ کیرالہ میں مبلغین سلسلہ کا کامیاب تبلیغی دورہ

مختلف مقامات میں تبلیغی جلسے و لٹریچر کی تقسیم

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

کانفرنس کے بعد مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۶۸ء بروز منگل محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی، محترم مولانا ابو الوفا صاحب، محترم صدیق امیر علی صاحب اور خاکسار مع چند رفقاء کے سنگرن کوٹیل روانہ ہوئے۔ یہاں پہ پانچ افراد نے بیعت کی جس کی تفصیل بدر کی کسی اشاعت میں آ چکی ہے۔

کوٹار سنگرن کوٹیل سے مورخہ ۱۶ مئی کی صبح محترم مولانا امینی صاحب اور خاکسار کوٹار کے لئے اور ۱۵ مئی کی رات محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب اور محترم صدیق امیر علی صاحب مالابار کے لئے روانہ ہوئے۔ کوٹار میں جمعہ کی نماز محترم مولانا امینی صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے نہایت ضروری تبلیغی امور پر روشنی ڈالی اور بعد نماز جمعہ نئے سال کے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

بیعت بعد نماز عصر ایک د[illegible] بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مبارک کرے اور استقامت بخشے۔ آمین۔

کینا نور ہم دونوں کوٹار سے روانہ ہو کر براستہ Trivandrum [illegible] مورخہ ۱۹ مئی کی صبح کینا نور وارد ہوئے۔

شادی کی تقریب اسی روز کینا نور میں [illegible] شادی کی تقریب [illegible] محترم مولانا صاحب [illegible] موصوف نے خطبہ [illegible] تبلیغی امور [illegible] روشنی ڈالی۔ آپ کا خطبہ اتنا موثر تھا کہ [illegible] نے اور غیر [illegible] بہت سراہا۔

جلسہ عام مورخہ ۲۰ مئی [illegible] بعد نماز عشاء کینا نور کی مسجد احمدیہ کے سامنے محترم مولانا ابو الوفا صاحب کی زیر صدارت ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم محمد صالح صاحب ذکر ونا گاپلی جو اتفاق سے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک عمدہ تقریر فرمائی۔ بعدہٗ محترم مولانا امینی صاحب نے اپنی تقریر شروع کی آپ نے پُر اثر انداز میں خاص طور پر غیر احمدیوں سے اپیل کی کہ تم لوگوں نے ساٹھ سال کا طویل عرصہ مخالفت میں گزارا جتنی تم لوگوں نے مخالفت کی اتنی ہی طاقت و قوت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے الٰہی سلسلہ کو ترقی دیتا رہا۔ مالابار میں سب سے پہلے احمدیت کا پیغام اسی کینا نور میں پہنچا تھا اور اس کی آواز کو دبانے کے لئے تم لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ نہایت ہی قلیل اور کمزور احمدیوں کے خلاف جو کچھ ہو سکا تم کرتے رہے۔ لیکن تم نے دیکھا کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے یہ لوگ ترقی کرتے رہے۔ آج کرونا گاپلی میں منعقدہ سالانہ کانفرنس جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقی اور کامیابی کی زندہ تصویر اور تم لوگوں کی کھلی ہوئی شکست کی دلیل ہے۔

محترم مولانا صاحب کی یہ تقریر جو دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ بہت موثر رنگ میں ہوئی یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس مقام پہ کئی جلسے ہوتے رہے تھے لیکن غیر احمدی احباب ہمارے ان جلسوں میں کھل کر آتے نہ تھے بلکہ دور بیٹھ کر اور چھپ چھپ کے ہماری تقریر سنتے تھے۔ لیکن اب خلاف معمول کثیر تعداد میں غیر احمدی احباب کھل کر سامنے آئے اور کرسیوں پر بیٹھ کر تقاریر سنتے رہے اور اچھا اثر لے کر گئے۔ مسجد احمدیہ کے بالائی حصہ میں مستورات کے لئے نشست کا انتظام تھا۔

چھنگا ڈی کینا نور کے جلسہ سے فارغ ہو کر محترم مولانا امینی صاحب مکرم محمد صالح صاحب اور خاکسار مورخہ ۲۱ مئی کی صبح چھنگا ڈی کے لئے روانہ ہوئے۔ ریلوے اسٹیشن سے سیدھے محترم مولانا عبد اللہ صاحب کے گھر گئے جہاں ایک سال سے آپ زیر [illegible] ہیں آپ کے جسم کی بائیں طرف فالج سے متاثر ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم موصوف کو اپنے حفظ و امان میں جگہ دے اور صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

جلسہ عام بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ کے سامنے زیر صدارت محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے حدیث نبوی ما هلك امرء عرف قدره کی روشنی میں تقریر کی۔ جس میں آیت قرآنی انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی ضرورت پر زور دیا۔

اس کے بعد مکرم محمد صالح صاحب نے تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے وفات و نزول مسیح علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود [illegible] اسلام کے مسائل پر ایک برجستہ تقریر کی۔

آخر میں محترم مولانا امینی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر شروع فرمائی۔ آپ کی تقریر ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ جس میں آپ نے مختلف موضوعات پہ ایک دلچسپ اور علمی تقریر فرمائی۔ صدارتی تقریر کے بعد قریباً ۱/۲ ۱ بجے یہ تبلیغی نشست [illegible] برخاست ہوئی۔

موگرال مورخہ ۲۲ مئی کی صبح محترم مولانا امینی صاحب مکرم ایس۔ وی زین الدین صاحب اور خاکسار موگرال کے لئے روانہ ہوئے یہاں پہ ایک مختصر مگر مخلص جماعت ہے مکرم صدیق امیر علی صاحب صدر صوبائی کمیٹی اس جگہ رہائش پذیر ہیں۔

جلسہ عام موگرال سے دو میل کے فاصلہ پہ کمبلہ بازار میں ایک پبلک جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ یہ مقام ہمارے مخالفوں کا گڑھ ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ جلسہ بھی کسی قسم کی پیچیدگی کے بغیر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ کی صدارت بھی محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم زین الدین صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام از روئے قرآن کے موضوع پر ایک پُر جوش تقریر فرمائی۔ اس کے بعد خاکسار نے احمدیت کی تعلیم کے موضوع پہ تقریر کی۔ جس میں یدُ اللہ فوق الجماعت، لیس الجماعت الا بامام اور من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ وغیرہ احادیث کی روشنی میں احمدیت کی صداقت واضح کی۔

آخر میں محترم مولانا صاحب فاضل نے اپنی فاضلانہ تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں ہندو مسلم اتحاد پہ زور دیا۔ اور اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف پیغام صلح کے حوالہ سے ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنے کے ذرائع اور اصولوں کو بیان فرمایا مولوی صاحب کی یہ تقریر بھی ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

مولوی صاحب کی تمام تقریریں چونکہ اردو میں تھیں اس لئے ساتھ ہی ساتھ ملایالم میں ترجمہ سنانے کا عمدہ انتظام بھی ہوتا رہا تھا۔

کوڑیتھور اور کالیکٹ میں جلسہ اس کے دوسرے دن یعنی مورخہ ۲۳ مئی کی صبح محترم مولانا امینی صاحب مع محترم مولانا ابو الوفا صاحب کالیکٹ کے لئے روانہ ہوئے۔

چونکہ مدراس میں خاکسار کے لئے بعض ناگزیر حالات پیش آ رہے تھے۔ اس لئے میں موگرال سے سیدھا مدراس کے لئے روانہ ہوا۔ اور دوسرے دن صبح مدراس پہنچا۔

بعد کی اطلاعات سے مظہر ہے کہ جماعت احمدیہ کوڑیتھور اور کالیکٹ میں نہایت شاندار اور کامیاب جلسے ہوئے۔

مورخہ ۲۳ مئی کی شام کوڑیتھور کے زیر اہتمام ایک نہایت شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محترم مولوی محمد ابو الوفا صاحب نے فرمائی۔ اور محترم مولانا امینی صاحب نے دو گھنٹے تک تقریر فرمائی۔

اسی طرح مورخہ ۲۴ و ۲۵ مئی کو بھی جماعت احمدیہ کالیکٹ کے زیر اہتمام بمقام Kuttichira شاندار جلسے ہوئے جس میں محترم مولانا امینی صاحب نے ۲، ۲ گھنٹے تک مختلف امور پر تقریر فرمائی۔

ہر دو روز سامعین کی تعداد میں غیر احمدی احباب کی حاضری تھی محترم مولانا صاحب [illegible] کی تقریر میں اتنی موثر تھی کہ جو بھی [illegible] سنا بہت متاثر اور محظوظ ہوئے ان پروگراموں کے بعد محترم مولانا امینی صاحب مورخہ ۲۶ مئی کو کالیکٹ سے مدراس کے لئے روانہ ہوئے اور دوسرے [illegible]

[illegible]

قسط ۳

مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی کی تصنیف "قادیانیت"

اور

مولوی صاحب کی عالمیت کی حقیقت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی انچارج دعوۃ و تبلیغ قادیان

علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت مقدر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کے متعلق بزرگان امت نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ علماء اس مسیح موعود کی مخالفت کریں گے۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اس کا ذکر تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ

"جب مسیح موعود دنیا میں ظاہر ہوگا تو علماء وقت اس کے مقابل آمادۂ مخالفت ہوں گے کیونکہ جو باتیں مسیح موعود بذریعہ اپنے استنباط اور اجتہاد کے بیان کرے گا وہ اکثر دقیق ہوں گی اور علماء کی نگاہ میں وہ ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف نظر آوینگی حالانکہ حقیقۃً وہ ان کے برخلاف نہ ہوں گی۔"

اسی طرح نواب صدیق حسن خاں صاحب نے بھی تحریر فرمایا ہے۔

"چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیاء سنت و اماتت بدعت فرمائے علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتدار مشائخ و آباء خود باشند گویند کہ ایں شخص خانہ برانداز دین و ملت ما است۔ و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم تکفیر و تضلیل وے کنند۔"

یعنی جب مسیح موعود امام مہدی آئیں گے تو اس وقت کے علماء جو ہمیشہ اپنے آباء و اجداد اور مشائخ کی پیروی کرتے ہیں کہیں گے کہ یہ شخص مدعی مہدویت اسلام کو مٹانے والا اور دشمن دین ہے وہ اس کی مخالفت کریں گے اور اس پر کفر کا فتوے لگائیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ چودھویں صدی کے علماء کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

سو موجودہ زمانہ کے علماء نے اپنے مخالفانہ رویہ سے ان پیشگوئیوں کو پورا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود پر اعتراضات کر کے بتا دیا کہ در اصل وہ دین کو سمجھنے کے اہل نہیں رہے وہ سمجھانے کے باوجود ان باتوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی نے بھی اپنے اعتراضات کے ذریعہ سے بتا دیا کہ وہ ان علماء کی فہرست سے مستثنیٰ نہیں۔ ستر سال سے اوپر ہو چکے ہیں اور حضور اور آپ کی جماعت کی طرف سے بار بار وضاحت کی گئی کہ جو مطلب وہ حضور کی باتوں کا لیتے ہیں وہ درست نہیں بلکہ سو فیصدی غلط ہے مگر ہر اٹھنے والا عالم سابقہ اعتراضات کو دہرا دیتا ہے اور جماعت کی وضاحتوں اور جوابات کو ایک آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور اس طرح دنیا کو دھوکہ دینے میں بڑا کا پھرتی اور استادی کا اظہار کرتا ہے اور پھر سمجھ لیتا ہے کہ میں بڑا تیس مار خاں ہوں۔

ندوی صاحب کی دہری مولویت کی حقیقت

ہم اس جگہ ندوی صاحب کی دس سیر والی (دہری) مولویت کی حقیقت دکھانا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے جہاد اور دعویٰ نبوت کے بارہ میں یہ گوہر افشانی کی ہے کہ مرزا صاحب نے آکر قرآنی حکم جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

ندوی صاحب کی طرف سے ممانعت جہاد کی غلط تشریح

"مرزا صاحب کی خصوصی توجہ مسئلہ جہاد پر مرکوز تھی جو انگریزی حکومت کے لئے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ میں (جن کا بڑا حصہ برطانیہ کے زیر اقتدار آچکا تھا) خاص تشویش اور اضطراب کا باعث تھا مرزا صاحب نے جہاد کے دائمی طور پر منسوخ اور ممنوع ہو جانے کا اعلان فرمایا اور اس کو اپنے مسیح موعود ہونے کا نشان قرار دیا۔" (قادیانیت صفحہ ۱۲۷)

باوجود اس امر کے کہ مولوی صاحب موصوف نے خطبہ الہامیہ سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں یہ فقرہ موجود ہے کہ

صرف جہاد بالسیف کی مخالفت

"اب سے زمینی جہاد تبدیل کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں لکھا گیا تھا کہ جب مسیح موعود آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔"

مولوی صاحب نے جہاد سے مراد ہر قسم کا جہاد لے لیا ہے۔ حالانکہ حضرت اقدس نے جہاد کی اقسام میں صرف لڑائیوں والا جہاد مراد لیا ہے اور صرف اسے ہی ممنوع قرار دیا ہے نہ کہ جہاد بالنفس اور جہاد بالقرآن کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کا دماغی توازن قائم نہیں رہا۔ دوم حضرت اقدس علیہ السلام نے ممانعت جہاد کے فتوے میں جہاں یہ لکھا ہے کہ

"اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے"

وہاں آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے اس ممانعت کو وقتی اور عارضی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ اختتام جنگ دائمی نہیں بلکہ یہ بطور التوا ہے فرمایا

"فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا"

غرضیکہ حضرت مسیح موعود نے اس اختتام جنگ اور ممانعت کو مخصوص الوقت والزمان ٹھہرایا ہے اور اس کے لئے التوا کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ التوا کے معنی ہیں کسی چیز کو پیچھے ڈال دینا۔ ملتوی کر دینے کا محاورہ اردو میں عام استعمال میں آتا ہے اور کبھی کوئی بھلا مانس اس سے ہمیشہ کی ممانعت نہیں لیتا۔ مولوی صاحب پر تعجب ہے کہ انہوں نے التوا کے لفظ کو کیوں پس پشت ڈال دیا۔ اور متکلم کے کلام کی تفسیر اس کی منشاء کے خلاف کیوں کی اور اس طرح دنیا کو ایک شدید مغالطہ میں ڈالنے کی کیوں کوشش کی۔ جماعت احمدیہ ان کی تالیف سے قبل اس امر کو بار بار واضح کر چکی تھی وہ اسے کیوں خاطر میں نہ لائے۔ اگر انہوں نے یہ کام عمداً کیا ہے تو وہ بھی قابل افسوس امر ہے اور اگر وہ اس امر کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں تو بھی اتنی بڑی مولویت کے باوجود ان کا اس کے سمجھنے سے قاصر و عاجز رہنا جائے تعجب ہے۔ کیا مولوی صاحب نے جہاد کی ممانعت کے بارہ میں اپنی من مانی تشریح کر کے بزرگان سلف کی پیشگوئی کو پورا کر کے صداقت احمدیت کا غیر شعوری طور پر اظہار نہیں کیا؟

مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بار بار کی وضاحتوں اور تشریحات اور صاحب شریعت نبی ہونے سے انکار کے باوجود آپ کی طرف دعوے تشریعیت منسوب کیا ہے۔ اور اس کی بھی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے علم پر گھمنڈ کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وضاحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کی طرف غلط دعوے منسوب کر دیا ہے۔ حضور نے بار بار فرمایا کہ میں کوئی مستقل اور صاحب شریعت نبی نہیں۔ اس قسم کی وضاحتیں بکثرت موجود ہیں لیکن مولانا صاحب پھر بھی [illegible] گئے۔ اور حضرت اقدس کی ایک عبارت کو سمجھنے سے قاصر و عاجز رہے۔ اور دیگر معترضین کی طرح وہ بھی اسی اعتراض کا [illegible]

ہو گئے۔ انہوں نے تحریکِ احمدیت کو ایک مستقل مذہب اور ایک متوازی امت قرار دے کر حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت کو نبوتِ محمدیہ کے خلاف بغاوت ٹھہرایا ہے۔ مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں

"قادیانی تحریک اسلام کے دینی نظام اور زندگی کے ڈھانچے کے مقابلہ میں ایک نیا دینی نظام اور زندگی کا نیا ڈھانچہ پیش کرتی ہے وہ زندگی کے تمام شعبوں اور مطالبوں کی بطور خود خانہ پُری کرنا چاہتی ہے وہ اپنے پیروؤں کو جدید نبوت۔ جدید مرکز محبت و عقیدت۔ نئی دعوت نئے روحانی مرکز ...... عطا کرتی ہے"

(ایضاً صلا)

مولوی صاحب موصوف کا یہ نظریہ سو فی صدی غلط ہے اور واقعہ کے خلاف ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعتقاد کے برعکس ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"وہ اپنی کتابوں میں پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ میں نبی ہوں صاحب وحی ہوں، صاحب امر و نہی اور صاحبِ شریعت ہوں"

(قادیانیت ص۲۰۱)

مولوی صاحب موصوف کا اشارہ حضرت اقدس کی اس تحریر کی طرف ہے جو آپ نے اپنی صداقت کے ثبوت میں اربعین ۴ میں دی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحبِ شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی ابتک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں بالاستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں بالاستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی"

(اربعین ۴ ص۶)

اس عبارت سے جیسا کہ دوسرے علماء کو غلطی لگی ہے ایسا ہی مولوی ندوی صاحب کو بھی مغالطہ ہوا ہے اور انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ دعویٰ نبوت تشریعی کا فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں آپ نے بار بار فرمایا ہے۔ کہ ہمارا کوئی ایسا دعویٰ نہیں چنانچہ اسی عبارت کے آگے وضاحت کے لئے تحریر فرمایا ہے کہ

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے" (ایضاً)

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ مجھے احکام اوامر و نواہی بھی ملے ہیں۔ مگر وہ الگ شریعت نہیں بلکہ سابقہ قرآنی شریعت ہی کی تفسیر و تشریح و تائید و تجدید بیان ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خود فرمایا ہے۔ کہ الرحمٰن علّم القراٰن کہ خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ قرآن بھیجا ہے اور پھر آگے فرمایا انا علینا بیانہ ہم آئندہ زمانہ میں پھر دوبارہ ضرورت کے وقت قرآن بیان کریں گے۔ اس کے مطابق آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ لو کان القراٰن بالثریا لنالہ رجل او رجال من ابناء فارس کہ اگر قرآن ثریا جیسے بلند مقام پر بھی چلا جائے گا تو اسے فارسی الاصل مرد یا لوگ واپس دنیا میں لے آئیں گے۔ ظاہر ہے کہ جو چیز آنحضرت صلعم لائے وہ بھی قرآن ہی ہے۔ اور جو چیز فارسی الاصل مرد لائے گا وہ بھی قرآن ہی ہے۔ گویا وہ بیان قرآن ہو گا۔ مگر ہو گا قرآن ہی۔ لیکن اس کے باوجود وہ فارسی الاصل مرد کوئی الگ قرآن نہ لائے گا۔ کہ وہ صاحب شریعت اور مستقل کہلائے۔ مولوی ندوی صاحب نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اور جھٹ سے فتویٰ دے دیا ہے کہ آپ نے الگ مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ مولوی صاحب کی سخت ترین لغزش ہے۔ انہوں نے اصل حقیقت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اگر وہ کوشش کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ شتان ما بین الخل والخمر۔ مولوی صاحب نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اور حضور کے منشاء و مدعا کے برخلاف حضور کی طرف ایسی بات منسوب کر دی ہے۔ جس کی کہ کسی معمولی آدمی سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ چہ جائیکہ دسہری مولویت رکھنے والے سے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی شان ظاہر کرنا اور ان مولویوں کی رنگ برنگی مولویت کی قلعی کھولنا چاہتا ہے اس لئے ان لوگوں سے آپ کے مقابلہ میں جا بجا لغزشیں علمی گھمنڈ کی ترنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اگر مولوی صاحب اتنے بڑے عالم کہلا کر بھی باتوں کی تہ تک نہ پہنچ سکیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ علماء امت ورثۃ الانبیاء اور انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ مثیل علماء یہود ہیں۔ جو مسیح ناصری کے اقوال و افعال کو سمجھنے سے قاصر رہ کر مغضوب الٰہی بن گئے۔

(باقی)

یوم سیرت النبیؐ کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں کامیاب جلسے

لجنہ اماء اللہ شیموگہ

مورخہ ۱۶ بروز اتوار لجنہ اماء اللہ شیموگہ کے زیر انتظام جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ عظیم النساء صاحبہ نے "نبوت آنحضرت صلعم" محترمہ حشمت النساء صاحبہ نے "سیرت النبی" محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ نے "محمدی نام اور محمدی کام" محترمہ خیر النساء صاحبہ نے "آنحضرت صلعم کی بچپن کی زندگی" محترمہ رشیدہ سلطانہ صاحبہ نے "صداقت آنحضرت صلعم" اور خاکسارہ نے "سیرت النبی اور اس کی تازہ مثالیں" کے عنوانات پر تقاریر کیں۔ آخر میں نعتیہ کلام پڑھا گیا اور بعد دعا یہ مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ اور اس کے اختتام پر تمام بہنوں کی چائے اور شیرینی کے ذریعہ ضیافت کی گئی۔

خاکسارہ خورشید بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شیموگہ

لجنہ اماء اللہ بنگلور

مورخہ ۱۱ بروز منگل زیر صدارت محترمہ محبوب بیگم صاحبہ جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ ... تلاوتِ کلام کے بعد محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے مستورات سے مؤثر رنگ میں خطاب کیا اور اس کے بعد مستورات کا اپنا پروگرام شروع ہوا۔ عہد دہرانے کے بعد محترمہ اختر بیگم صاحبہ نے احادیث نبوی پڑھ کر سنائیں۔ بعدہٗ محترمہ بشریٰ فاطمہ صاحبہ نے سیرت آنحضرت صلعم محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ نے شان رسول کریم محترمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے "انسان کامل" محترمہ رضوانہ صاحبہ نے سیرۃ النبی کے چند ایمان افروز واقعات" محترمہ اختر بیگم صاحبہ نے "آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ" محترمہ جہیدہ بیگم صاحبہ نے رسول کریمؐ کے بلند اخلاق اور خاکسارہ نے "رحمۃ للعالمین" کے عنوانات پر تقریریں کیں بعدہٗ محترمہ ملکہ بیگم صاحبہ نے ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ آخر میں تمام بہنوں نے درود پڑھا اور دعا پر یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ خاکسارہ رضیہ بیگم ... لجنہ اماء اللہ بنگلور

جلسہ ہائے یوم خلافت ۔ بدر کی گذشتہ اشاعت میں مختلف جماعتوں کی طرف سے موصول ہونے والی عموم ... خلافت کے جلسوں کے ... کا خلاصہ دیا جا چکا ہے ... لجنہ بنگلور اور ...

قسط دوم

بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

سیاسی وعدہ

اور اگر اس دور کے سیاسی وعدے دیکھئے تو اس اعتبار سے بھی مسلمان ہی ارض فلسطین کی حکومت کے مستحق ہیں

پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں کی وسوسہ اندازی دسیسہ کاری اور دجل و فریب میں آکر عربوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کی۔ اس وقت انگریزوں نے عرب مسلمانوں سے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ فلسطین میں ان کی حکومت قائم کی جائے گی۔

حاصل یہ کہ جس پہلو سے غور کیجئے فلسطین پر یہودیوں کا دعویٰ محض ظالمانہ و جابرانہ دعویٰ ثابت ہوگا۔ یہ تو عدل و انصاف اور قانون کی نظر میں اسی دن اس کی ملکیت سے محروم ہو گئے جس دن اس ملک کو رومیوں کے حوالے کر کے ادھر ادھر بھاگ گئے۔

یروشلم ہیکل

طیطس رومی کے ساٹھ سال بعد ہینڈریان رومی نے پھر یروشلم پر حملہ کیا ہیکل تو پہلے ہی نیا میٹ ہو چکا تھا۔ ہینڈریان نے یہودیوں کا رہا سہا کس بل بھی نکال دیا۔ ہیکل جو یہودیوں کا قومی معبد تھا، اس پر طیطس کے زمانے میں جس طرح ہل چلایا گیا تھا پورے رومی دورِ حکومت میں وہ اسی طرح مٹی کے نیچے دبا رہا۔ الصخرہ جو ہیکل کا سب سے مقدس پتھر تھا اور جس کے پاس کھڑے ہو کر یہودی گریہ و زاری سے خدا کی عبادت کرتے تھے وہ یادگار بھی مٹی کے تودوں کے نیچے ڈھکی رہی اور اس پر ٹنوں کوڑے کرکٹ کا انبار پڑا رہا۔

یروشلم جو داؤد و سلیمان کا پایۂ تخت تھا اس کا نام بھی تاریخ کے صفحات سے مٹ گیا۔ اس کی جگہ جو دوسرا شہر رومی عہدِ حکومت میں بسایا گیا اس کا نام رومیوں نے ایلیا رکھا۔ اور مسلمانوں نے "بیت المقدس"۔ یروشلم کا نام لوگوں کے ذہن سے اس طرح مٹا کہ ایک مرتبہ ایک عیسائی نے مصر کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے اپنے وطن کا نام یروشلم بتایا تو جج نے اس کو جھوٹا قرار دیا۔ اور کہا کہ اس نام کا تو کوئی شہر روئے زمین پر نہیں ہے (تاریخ یہود از مولینا عبد الحلیم شرر)

غرض سماریہ جو بنی اسرائیل کا دار السلطنت تھا وہ تو یروشلم سے پہلے نیست و نابود ہو چکا تھا اور بنی اسرائیل بخت نصر سے صدیوں پہلے دشمن کی ملکیت سے بے دخل کر کے جلا وطن کئے جا چکے تھے۔

اس کے بعد یروشلم کی باری آئی اور اس کا نام بھی روئے زمین پر باقی نہ رہا۔ اس کی آخری تباہی طیطس اور ہینڈریان کے عہد میں ہوئی۔

رومی بادشاہ

اس کے بعد جو بادشاہ تختِ روم پر بیٹھے ان میں کئی ایسے تھے جنہیں عیسائیوں اور یہودیوں سے کوئی بیر نہیں تھا۔ ان کے دورِ حکومت میں عیسائیوں اور یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ حتیٰ کہ قسطنطین اعظم کا زمانہ آیا اور اگرچہ وہ مرض الموت سے پہلے بپتسمہ نہیں لے سکا مگر ان کے عہد میں عیسائیت سرکاری مذہب بن چکی تھی۔ اس کے بعد تختِ روم پر جتنے بادشاہ بیٹھے، سبھی عیسائی تھے۔ اور اگرچہ یہ بھی داؤد و سلیمان کی میراث کے مدعی ہیں مگر تعجب ہے کہ اپنے دورِ حکومت میں ان عیسائی بادشاہوں نے قبل مسیح کے آثار کو زندہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی حتیٰ کہ ساتویں صدی عیسوی میں پھر اقتدار کا تبادلہ ہوا اور یروشلم پر عیسائیوں کی بجائے مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

عہدِ فاروقی

یہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کی بات ہے، جب مسلمانوں کی فوج ظفر موج قادسیہ اور نہاوند کے معرکے سر کر کے روم کی طرف متوجہ تھی۔ حضرت عمرو بن العاص سپہ سالار ہیں۔ اسلامی فوج یرموک کا معرکہ جیت چکی ہے۔ اور شام کے شہروں کو فتح کرتی ہوئی ایلیا کے دروازے پر پہنچ چکی ہے اور اب تب میں ایلیا بھی بزورِ شمشیر فتح ہونے والا ہے۔ مگر یہاں کے دور اندیش عیسائی جنگ پر صلح کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور صلح کی وہ پیشکش قبول کر لیتے ہیں جو جنگ سے پہلے مسلمانوں کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ جو جنگ کی طوالت سے فکر مند ہیں، اس فکر و پریشانی کے باعث یا ایلیا کے مذہبی رہنماؤں کی دعوت پر مدینہ سے شام کا سفر کرتے ہیں آپ جابیہ پہنچتے ہیں۔ غازیانِ اسلام آپ کا استقبال کرتے ہیں۔ ان میں عمرو بن العاص بھی ہیں اور خالد بن ولید بھی۔ ایلیا کے عیسائی نمائندے آپ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور معاہدۂ صلح طے پا جاتا ہے۔ صلح نامے پر فریقین کے دستخط ہو جانے پر حضرت عمرؓ ایلیا جاتے ہیں وہ عیسائیوں کے بڑے بڑے گرجے دیکھتے ہیں۔ یہ کلیسائے "مہد" ہے تو یہ کلیسائے "قیامت"۔ یہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور وہاں دفنائے گئے تھے عیسائی رہنما آپ کو آثارِ انبیاء دکھاتے ہیں لیکن آپ کی آنکھوں کو "ہیکلِ سلیمانی" کی جستجو ہے۔ آپ بیتاب ہو کے عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ "ہیکل" کہاں ہے؟ وہ ایک دو مقامات کی نشاندہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہیں ہوگا۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ تمہارا اندازہ غلط ہے۔ آخر آپ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں کوڑے کرکٹ کا انبار تھا۔ آپ نے دیکھا کہ عیسائی عورتیں یہیں کوڑا کرکٹ لا لا کے ڈال رہی ہیں۔ تو آپ کی مومنانہ فراست نے سمجھ لیا کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی راز ہے۔ تھوڑا سا کوڑا کرکٹ ہٹایا گیا تو آپ کو الصخرہ نظر آیا۔ آپ نے اسے پہچان لیا بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ سے کوڑا کرکٹ صاف کرنے لگے۔ حتیٰ کہ وہاں ہیکل کے آثار مل گئے اور چھ سو سال بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہی وہ ہیکلِ سلیمانی ہے جو پہلی مرتبہ بخت نصر کے ہاتھوں تباہ ہوا۔ اور دوسری مرتبہ طیطس رومی کے ہاتھوں۔ آپ نے وہاں مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اور سات سو سال کے بعد وہ "ہیکل" جسے یہودی زمانے کے رحم و کرم پر چھوڑ کے چلے گئے تھے اور جسے ناقدر دانوں کے ناپاک ہاتھوں نے کوڑے کرکٹ کے اندر دبا دیا تھا دوبارہ مسجد کی شکل میں بنایا گیا۔ پہلے اس کی تعمیر بہت ہی سادہ مسجد نبوی کی طرز پر ہوئی تھی۔ لیکن پھر عبد الملک بن مروان نے وہاں ایک عالیشان مسجد بنوائی، جو ان کی بنوائی ہوئی تمام عمارتوں میں سب سے زیادہ حسین و خوبصورت تھی۔ (اثر از حسین ہیکل)

غرض وہ ہیکل جس کی کشش دور دور سے یہودیوں کو وہاں لائی تھی اور جو ان کا سب سے بڑا قومی و مذہبی اثاثہ تھا، سات سو سال تک زمین کے نیچے ڈھکا رہا۔ اسے یہودیوں نے ڈھونڈا نہ عیسائیوں نے۔ لیکن دریافت کیا تو مسلمانوں نے۔ اور انہوں نے ہی اس جگہ ایک مسجد بنائی، جو مسجد اقصیٰ کہلاتی ہے۔

اس کے بعد بھی جب جب صلیبی یلغار کے باعث اس یادگار کو صدمہ پہنچا تو اس کے دفاع کے لئے مسلمان ہی آگے آئے اور اپنے خون کے قطرے بہا بہا کر اس کی حفاظت کی۔ مسلمان اس کو تین متبرک مقاموں میں سے ایک مانتے ہیں۔ یعنی بیت اللہ، مسجد نبوی، اور مسجد اقصیٰ۔ اب کوئی بتائے کہ اس کی تولیت کے حقدار مسلمان ہیں یا یہودی؟

عرب و اسرائیل جنگ

۱۹۶۷ء کی جون کے چند دن جب مصر و عرب کے مقابل اسرائیل کی فوجی برتری ثابت ہوئی، اس بات کی علامت ہے کہ دنیا کے سیاسی افق پر ذو مدار تارہ طلوع ہو چکا ہے اور عنقریب کوئی اہم انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ ایسا ہولناک انقلاب جس کی نظیر آج تک دنیا نے نہیں دیکھی۔ اس دن بساطِ عالم الٹ دی جائے گی۔ وہ تہذیبیں جن کی حفاظت کے لئے ایٹمی اسلحہ بنائے گئے ہیں میدانِ جنگ میں دم توڑ دیں گی۔ یاجوج و ماجوج کا تصادم روس و امریکہ کا ٹکراؤ۔ دیوزادوں کا مقابلہ۔ جا بجا جہنم کی بھٹیاں سلگائی جائیں گی۔ دوزخ زمین کی طرف منہ کر کے گرم گرم سانسیں چھوڑے گی۔ فولاد پانی بن کر بہہ جائے گا۔ اور پتھر بھاپ بن کر اڑ جائیں گے۔ زمین آگ کا گولہ ہوگی۔ اور آسمان تپ کر سرخ انگارہ بن جائے گا۔ جنگی دیوتاؤں کو پیشانی کے بالوں اور پیروں سے گھسیٹا جائے گا۔ اور ہوا کے پرندے انہیں آ آ کے نوچیں گے۔ جون کے چھ دن علامت ہے اس بات کی کہ وہ ہولناک دن قریب آگیا ہے اس دن خدا اپنا ہیبت ناک چہرہ دکھلائے گا اور قوموں کی تقدیریں بدل جائیں گی۔

اسرائیل میں اگر اتنی فراست نہیں اور وہ اپنی اس عارضی فتح پر نازاں ہے تو یہ انکی قومی خصوصیت ہے۔ ان کی طبیعت خود اپنی تاریخ سے عبرت حاصل کرنا نہیں چاہتی خوش ہوتے ہیں تو ایسے کہ دکھ کے سارے دن بھول جاتے ہیں۔ بخت نصر اور طیطس و ہینڈریان کے مظالم کی داستان تو پرانی داستان ہے۔ کل کی بات ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران انہیں ہٹلر گیس کی کوٹھڑیوں میں بند کر کے کیڑوں مکوڑوں کی طرح مار رہا تھا۔ گر اس قوم کا حافظہ اتنا کمزور ہے کہ کل کی وہ بات بھی اس کو یاد نہیں رہی، جو ان کے لئے قومی المیہ تھی۔ اور آج خود یہ بڑی طاقتوں کا سیاسی حربہ بن کر اس ملک کے حقیقی وارثوں سے لڑ رہی ہے۔

حدیث کی پیشگوئیاں

کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس طرح بائبل کی پیشگوئی کے مطابق وہ آج فلسطین لوٹے ہیں عنقریب اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ [illegible] اور پر وقار طور پر مسلمان بھی اب بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ پر قابض ہونے والے ہیں

یہ دونوں قومیں تاریخ کے ایک ہی راستہ پر آگے پیچھے چل رہی ہیں۔ بنی اسرائیل کو خدا کے پیغمبر حضرت موسےؑ مصر سے کنعان کی طرف لے کر چلے مگر کنعان پر ان کا قبضہ حضرت موسےؑ کی وفات کے بعد حضرت یوشعؑ کے عہد میں ہوا

اسی طرح مسلمانوں [illegible] محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی بشارت دی تھی وہ بشارت آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں پوری ہوئی۔

پھر جس طرح یہود بخت نصر کے ہاتھوں ستر سال تک جلا وطنی کی زندگی کاٹنے کے بعد لوٹ کر یروشلم آئے اور ہیکل سلیمانی بنائی اسی طرح گیارہویں صدی عیسوی میں

لگ بھگ سو سال بیت المقدس سے بید خل رہنے کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی کے زمانے میں دوبارہ بیت المقدس پر قبضہ کیا اور مسجد اقصیٰ کی دوبارہ مرمت کی۔

پھر جس طرح بنی اسرائیل بڑی طاقتوں کا دامن تھام کر تیسری بار فلسطین میں داخل ہوئے ہیں۔ اسی طرح عنقریب مسلمان بھی خدا کے فضل و رحم کے ساتھ تیسری بار اس سرزمین میں داخل ہوں گے۔ یہود کے حق میں قرآن مجید کی پیشگوئی الاجبل من دق میں پوری ہوئی تو مسلمانوں کے حق میں الاجبل من اللّٰہ پوری ہوگی۔ انشاء اللّٰہ

آج اس علاقے میں اسرائیل کا جو اجتماع ہوا ہے اور ان کو جو جنگی فوقیت حاصل ہوئی ہے۔ یہ بھی قرآنی پیشگوئی کے مطابق ہے۔

قرآن کریم نے یہ خبر دی تھی کہ مسلمانوں کے دورِ زوال میں بنی اسرائیل بڑی طاقتوں کا سہارا لے کر پھر فلسطین میں جمع ہو جائیں گے

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِکُمْ لَفِیْفًا (بنی اسرائیل)

فلسطین میں یہودیوں کا اجتماع پیشگوئی کی ہو بہو تصویر ہے۔ قرآن کریم نے جو یہ فرمایا تھا کہ

وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَکْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ

پیشگوئی بھی مملکتِ اسرائیل کے قیام سے پوری ہو گئی ہے۔ یہ مردہ بستی پھر ان کی آمد سے زندہ ہو گئی ہے۔

عہد داؤد میں کھیتی ... سینچے آبپاشی کے جو ذرائع تھے ان کا پتہ لگایا گیا اور وہاں بند باندھا گیا۔ مویشیوں کے لئے عہد داؤد کی چراگاہیں دریافت کی گئیں اور معدنیات کے لئے داؤد و سلیمان کے زمانوں کی کانوں کا پتہ لگایا گیا۔ ان تاریخی بستیوں کی بھی کھوج کی گئی جن پر حضرت لوط علیہ السلام کی تکذیب کے باعث قہرِ خدا نازل ہوا تھا۔

غرض وہ بستی جس پر داؤدؑ اور عیسیٰ ابن مریم نے لعنت بھیجی تھی اور ان کی بددعا کے نتیجے میں وہ (یروشلم) تباہ ہو گئی تھی، دوبارہ زندہ ہو گئی اور قرآنی پیشگوئی صحیح ثابت ہو گئی۔ مگر اس عارضی غلبہ سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ زبور میں یہ بات بھی مرقوم ہے کہ آخر اس ارضِ انبیاء کی تہذیبی میراث کے مالک وہی ہوں گے جو عبادت گزار ہوں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس روئے زمین پر مسلمانوں سے زیادہ عبادت گزار قوم کوئی نہیں اور سوائے اسلامی عبادت گاہوں کے اس وقت دنیا میں کوئی عبادت گاہ نہیں جس کے مینارے سے روزانہ پانچ وقت لوگوں کو عبادتِ الٰہی کی دعوت دی جاتی ہو (آگے کالم ۔ نیچے)

اس نے صحیح ہے کہ ایک مرتبہ پھر قلعۂ یہود کی تسخیر مسلمانوں کے ہاتھوں ہوگی ... زوال ہمیشہ ایک ہاتھ میں نہیں رہتا۔ اگر ایسا نہ ہو تو تمام عبادتگاہیں ویران ہو جائیں۔ ایک دن طاقت کا پلڑا مسلمانوں کے حق میں جھکنے والا ہے۔ اور اقتدار اسرائیل اور اس کے آقاؤں کے ہاتھ سے نکل کر مسلمانوں کے ہاتھ میں آنے والا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ انقلاب بزورِ شمشیر برپا کیا جائے۔ مگر احادیثِ نبوی میں مسیح موعود کے جن کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں ایک "قتلِ خنزیر" بھی ہے اور قرآن کریم میں صفاتی طور پر ایک طبقۂ یہود کو خنزیر بھی کہا گیا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انقلاب خونی نہیں ہوگا۔ بلکہ مسیح موعود اپنی قوتِ روحانی سے نفرت، تعصب اور فساد کے وہ جذبات فنا کر دیں گے جو آجکل مصر، عرب اور اسرائیل میں موجزن ہیں۔ اور اس طرح آلِ اسحاقؑ اور آلِ اسماعیل ممکن ہے کسی وقت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان برائے سال ۶۵-۱۹۶۴ء / ۴۴-۱۳۴۳ ہش

جموں

پریذیڈنٹ — مکرم بابو محمد یوسف صاحب
سیکرٹری امورِ عامہ — "
" تبلیغ — "
امام الصلوٰۃ — "
سیکرٹری مال و تعلیم — مکرم محمد یونس صاحب
" وقف جدید و تحریک جدید — " محمد افضل صاحب
" ضیافت — " ارشد حمید صاحب

آلئی را پرم

پریذیڈنٹ — مکرم کے ایم ابراہیم صاحب
سیکرٹری مال — " اے کوچو احمد صاحب
" تبلیغ — " اے کوہان صاحب
" تعلیم و تربیت — " ایم اے علی صاحب
قائد خدام الاحمدیہ — " اے حمید صاحب

جمشید پور

صدر — مکرم سید محمد سلیمان صاحب
سیکرٹری مال — " سید محمد احمد صاحب
" تعلیم — "
" امورِ عامہ — " سید ناصر احمد صاحب
" تحریک جدید و وقف جدید — " مقبول احمد صاحب
" تبلیغ — " عبد المجید صاحب

انھناڈ

پریذیڈنٹ — مکرم کے حمید صاحب
سیکرٹری مال — " کے ایم محی الدین صاحب
" تبلیغ — " کے محمد کنجو صاحب

مرکرہ

پریذیڈنٹ — مکرم پی ایچ اسماعیل صاحب
نائب " — " پی کے عمر صاحب
سیکرٹری مال — " ایم عبید اللّٰہ صاحب
" تبلیغ — " جی ایس احمد صاحب
" تعلیم — " جی کے فخر الدین صاحب

کوٹار

صدر — مکرم عبد العزیز صاحب
سیکرٹری مال — " عبد القادر صاحب
" تبلیغ — " باوا قاسم صاحب
" امورِ عامہ — " عبد الرحمٰن صاحب
" تعلیم و تربیت — " عبد القادر صاحب

منارگھاٹ

پریذیڈنٹ — مکرم این پی ابوبکر صاحب
سیکرٹری مال — " ایم کے محمد صاحب
" تبلیغ — " وی پی محمد صاحب

کوڈالی

پریذیڈنٹ — مکرم کے ایم محی الدین صاحب
سیکرٹری مال — " وی پی محمود صاحب
" تبلیغ — " سی برکت اللّٰہ صاحب

چنت کنٹہ

پریذیڈنٹ — مکرم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب
نائب " — " سیٹھ حسن محمد صاحب کلاں
سیکرٹری مال و تبلیغ — " عبد الغنی صاحب
" امورِ عامہ — " سیٹھ محمود احمد صاحب
" تعلیم — " محمد عبد الحفیظ صاحب
" تحریک جدید و وقف جدید — "
قاضی — مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب
امام الصلوٰۃ — " عبد الحفیظ صاحب

پینگاڈی

پریذیڈنٹ — مکرم ایم ابراہیم صاحب
جنرل سیکرٹری — " سی ایچ عبد القادر صاحب
سیکرٹری مال — " پی احمد صاحب
" تبلیغ — " این کنجی احمد صاحب
" امورِ عامہ و خارجہ — " پی حبیب احمد صاحب
" تعلیم و تربیت — " سی کنجی عبد اللّٰہ صاحب
" تحریک جدید و وقف جدید — " پی عبد السلام صاحب
" جائداد — " ایم این عبد اللّٰہ صاحب
" ضیافت — " ایس وی قمر الدین صاحب
امین — " ایم ابراہیم صاحب
آڈیٹر — " اے علی کنجی صاحب
امام الصلوٰۃ — " ٹی عبد الرحمٰن صاحب

کیرولائی

صدر — مکرم حاجی ٹی کے کنجالن صاحب
سیکرٹری مال — " کے رائن سلیمان صاحب
" تبلیغ — " ٹی کے کنجالن کٹی صاحب

حیدرآباد

امیر — محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب
نائب امیر — مکرم مولوی محمد عبد اللّٰہ صاحب B.Sc. L.L.B.
جنرل سیکرٹری — " سید غوث صاحب
سیکرٹری مال — " احمد غوری صاحب
" تبلیغ — " محمد صادق صاحب
" تعلیم و تربیت — " محمد شمس الدین صاحب B.A. B.Ed.
" امورِ عامہ — " میر احمد صادق صاحب ایم اے
" ضیافت — " سیٹھ رشید احمد صاحب
قاضی — " مولوی احمد حسین صاحب
سیکرٹری تحریک جدید — " سید جہانگیر احمد صاحب
" وقف جدید — "
" دعایا و تحفظ مرکز ولڈنگ — مکرم یوسف حسین صاحب
" جائداد — مکرم اکبر حسین احمد صاحب

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

جملہ امراء صاحبان و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے زیر ریزولیشن نمبر ۱۶۱ معمولی مورخہ ۶۴-۵-۲۳ فیصلہ فرمایا ہے کہ ہندوستان کی عہدیداران انجمنوں کے انتخابات کی کاروائی کو ملتوی کیا جائے۔ اور مقامی انجمنوں کے صدر صاحبان و امراء صاحبان کو لکھا جائے کہ وہ اپنی مجلس عاملہ میں یہ معاملہ پیش کر کے انکی رائے دریافت کریں کہ کیا سابقہ سالوں میں انکے نزدیک صوبائی نظام جماعتی تنظیم کے لحاظ سے موثر اور مفید رہا ہے اور آئندہ انکے نزدیک اسے قائم رکھا جانا چاہیئے یا نہیں؟

اسی طرح جن صوبوں میں صوبائی نظام نہ ہو ان سے دریافت کر لیا جائے کہ ان کے نزدیک اگر ان میں صوبائی نظام قائم کیا جائے تو کیا جماعتی کام بہتر رنگ میں سرانجام پا سکتے ہیں؟

مندرجہ بالا اعلان کی روشنی میں جملہ امراء صاحبان و صدر صاحبان جماعتہائے ہندوستان اپنی اپنی جماعتوں کی مجلس عاملہ میں اس کو پیش کر کے رپورٹ بھجوائیں تا اسکے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں رپورٹ پیش کر کے اس بارہ میں منظوری حاصل کی جا سکے۔ مہربانی فرما کر جلد از جلد رپورٹ بھجوا کر ممنون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین

ناظر اعلیٰ قادیان

دوسروں کا بھی خیال رکھیں

اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

خیر کی طرف لے جانے والا ثواب کا ایسا ہی مستحق ہوتا ہے جیسا کہ نیکی کا کام کرنے والا .... اسی طرح ایک شخص چندہ دینے لگتا ہے اسے خیال آتا ہے آج میرے ہمسایہ کے پاس روپیہ ہے ممکن ہے کل کو خرچ کر دے۔ اس لئے وہ اسے تحریک کر دیتا ہے۔ اور وہ چندہ ادا کر دیتا ہے۔ اب اسے بھی ان کے چندہ دینے کا ثواب حاصل ہوگا۔ اور اسی طرح تحریک کر کے وہ جتنے لوگوں سے چندہ وصول کروائے گا اتنا ہی اسے ثواب ملے گا۔ ایسی معمولی باتوں سے بھی انسان بہت ترقی کر سکتا ہے اگر ذرا سا خیال رکھ لیا جائے۔ اور اپنے ہمسایوں اور رشتہ داروں میں نیکی کی تحریک کی جائے۔ تو اس سے عظیم الشان فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایک طرف تو دین کے کام میں بہتری ہو سکتی ہے اور دوسری طرف ثواب حاصل ہو جاتا ہے

پس جن کو اللہ تعالیٰ استعداد دے وہ ضرور اس طرف توجہ کریں۔ اور اس بات کا خیال رکھیں۔"

(ارشادات حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مجھے امید ہے کہ آپ چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کرتے وقت اپنے دوسرے بھائیوں کا بھی خیال رکھیں گے اور ان کو بھی تحریک کر کے سعت میں زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

مرکز میں ضرورت ہے

دفتر ہذا کو انسپکٹر تحریک جدید کے طور پر ایک مخلص نوجوان اور محنتی کارکن کی ضرورت ہے جو کم از کم مولوی فاضل ہو۔ یا اگر میٹرک پاس ہو تو دینی تعلیم سے بہرہ ور ہو۔ اور ضرورت پڑنے پر تقریر بھی اچھی طرح کر سکتا ہو۔ حساب و کتاب رکھنے اور دوسروں کو سمجھانے کا اہل ہو۔ قواعد کے مطابق تنخواہ ۱۳۰-۴-۹۰ کے گریڈ میں ۹۰ روپے ہوگی۔ اور قادیان میں رہائش کی سہولت حاصل ہوگی

خدمتِ دین کا شوق رکھنے والے نوجوان اپنی درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹ اور تصدیق امیر صاحب مقامی دفتر ہذا میں $\frac{7}{68}$-۳۰ تک بھجوا دیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

تصحیح

دفتر ہذا کی طرف سے جہاد تحریک جدید میں دالسانہ اضافے اور نئے وعدہ جات کی صورت میں ضمیمہ اخبار بدر میں جو فہرست صفحہ ۱ کالم ۳ پر شائع ہوئی ہے اس کے آخری دو ناموں میں غلطی ہو گئی ہے۔ درست یوں ہے

۱۳ مکرم منظور احمد صاحب پال راجی رقم صد ساٹھ روپیہ پر اضافہ ۴۰/- روپے

۱۴ مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب منظفرپور رقم صد ساٹھ روپے پر اضافہ ۱۰/۱۰ روپے

اسی طرح صفحہ ۲ کے کالم ۳ میں نمبر ۹۹ اور نمبر ۱۰۰ اور الگ الگ نام معلوم ہوتے ہیں دراصل یہ ایک ہی نام ہے غلطی سے دو نمبر شمار ہوئے ہیں لہذا احباب اس کی درستی فرمالیں۔ وکیل المال تحریک جدید

وصیتیں

نوٹ۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے متعلق کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۷۲۵ شریفن بی بی صاحبہ بیوہ بشیر الدین خانصاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر پچاس سال بیعت بیس سال قبل ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{4}{68}$-۵ احسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے خاوند مرحوم کی مملوکہ اراضی ۹ گھماؤں ہے جس کے ورثاء میرے علاوہ چار بچیاں بھی ہیں۔ اپنے شرعی حصہ کی جو مجھے ملتا ہے آٹھواں حصہ بنتا ہے یعنی $\frac{1}{8}$ گھماؤں قیمتی سترہ صد روپیہ ہے مہر اس کے علاوہ نہیں البتہ طلائی بالا ایک عدد وزنی ایک تولہ قیمتی ایک صد ساٹھ روپیہ ہے۔ گویا کل رقم ۱۸۶۰/- روپیہ کے ایک بٹا دس کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات پر جو مزید جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ یہ مبلغ ۱۸۶/- روپیہ نقد ادا کرتی ہوں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ نشان انگوٹھا　　گواہ شد آفتاب الدین خاں

شریفن بی بی موصیہ　　آج مبلغ ۱۸۶/- روپیہ وصول ہوا جو قادیان بھیج دیا گیا

گواہ شد

پہلوان ولد خادم بھنوڈی موصیہ۔ محمد آفتاب الدین صاحب ولد عمر خان صاحب

سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیرنگ

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے وکیل المال نزیل کیرنگ

نمبر ۱۳۷۲۷ حمیدہ بی بی بیوہ بہادر خان صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ساٹھ سال بیعت اندازاً چالیس سال قبل ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ والوباب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{4}{68}$-۱۵ احسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے خاوند فوت ہو گئے ہیں ان کی طرف سے مہر وغیرہ مجھے کچھ نہیں ملا۔ میری جائیداد گیارہ بیگھہ زرعی اراضی ہے جو مجھے والدین سے ورثہ میں ملی ہے جس کی قیمت ...... ہزار روپیہ ہے میں اس کے آٹھویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان اور دو ہزار تک ادا میں سے مبلغ پانچصد روپیہ نقد ادا کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ حمیدہ بی بی دستخط نشان انگوٹھا حمیدہ بی بی　　گواہ شد برکت اللہ خاں

گواہ شد۔ آفتاب الدین　　بزبان اڑیہ

دستخط آفتاب الدین خاں ولد عرفان خاں　　کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے

سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیرنگ　　وکیل المال نزیل کیرنگ

نمبر ۱۳۷۲۸ سائیاں بی بی بیوہ سراج محمد صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر تقریباً بیس سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ (انڈیا) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{4}{68}$-۱۵ احسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد درج ذیل ہے　　۲۵۰۰/-

۱۔ مہر کے عوض حاصل کردہ اراضی زرعی وغیرہ ساڑھے تین بیگھہ واقع کیرنگ قیمتی ساڑھے تین ہزار۔ ۲۔ زیور کوئی نہیں۔

میں اس جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری یہ وصیت اس جائیداد پر بھی حاوی ہوگی۔ جو مزید میری وفات پر ثابت ہو کوشش کروں گی کہ جلد حصہ جائیداد ادا کر دوں گی تا ادائیگی میں اراضی مذکورہ کی آمد ...... چالیس روپیہ کا دسواں حصہ بھی ادا کرتی رہوں گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ سائیاں بی بی (نشان انگوٹھا)

نوٹ چندہ شرط اول وا ... وصیت کی رقم سیکرٹری مال صاحب ارسال کر رہے ہیں　　گواہ شد احمد نور خاں صاحب

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے　　گواہ شد آفتاب الدین خاں صاحب

وکیل المال نزیل کیرنگ　　ولد عرفان اللہ خاں صاحب

سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیرنگ

ملک کی سالمیت اور قومی یکجہتی کی اہمیت

(بقیہ صفحہ ۲)

بڑی بات تو یہی ہے کہ ملک میں بسنے والے ایک دوسرے کو سمجھیں اور ان کے وجود کو برداشت کریں۔ گلدستہ وہی زیادہ خوشنما ہوتا ہے جس میں رنگا رنگ کے پھول ہوں۔ مذہبی نظریات و خیالات میں یہ رنگا رنگی ہمارے ملک کا حسن ہے تنگ نظری اور نفرت کے جذبات کو جس قدر جلد ممکن ہو دلوں سے نکالنے کی کوشش کریں۔

اور جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اگر چاہے تو حکومت مضبوط ہاتھوں کے ساتھ ایسے واقعات کی روک تھام کر سکتی ہے۔ ہر علاقے کی ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری قرار دی جائے کہ اس کے علاقہ میں ایسی کوئی واردات نہ ہونے پائے۔ جس علاقے میں ایسے حادثات ہوں متعلقہ افسران سے سختی کے ساتھ باز پرس کی جائے اس موقعہ پر سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس مسٹر گجندر گڈکر کی وہ رائے خاص طور پر قابل توجہ ہے جو موصوف نے قومی یکجہتی کونسل میں تقریر کرتے ہوئے ظاہر کی۔ آپ نے کہا:-

> فرقہ وارانہ فسادات میں جو لوگ خونریزی میں ملوث ہوں ان کو سزائے موت دی جائے جو لوگ کم شدید فرقہ وارانہ جرائم کے مرتکب ہوں ان کے برسر عام کوڑے مارے جائیں۔ انہوں نے کہا وکیل اور جج کی حیثیت سے وہ سزائے موت کے خلاف ہیں۔ لیکن اس وقت جو سخت خراب حالات ہیں وہ یہ سزائیں خوشی خوشی تجویز کرتے ہیں۔" (الجمعیۃ دہلی ۲۲ جون ۶۸ء)

بہتر ہوتا اگر قومی یکجہتی کونسل کے اجلاس گذشتہ پانچ سالوں میں بھی متعدد بار ہوتے اور تنظیم کو مؤثر اور کارآمد بنایا جاتا اور آج اس طرح کی پریشان کن حالات ملک میں پیدا ہوتے دکھائی نہ دیتے ـــــ اسی طرح یہ اجلاس اس وقت سرینگر کی بجائے ایسے شہروں میں ہوتا جہاں کی آبادی فرقہ وارانہ کشیدگی کا شکار ہوتی اس لئے کہ فوری طور پر ملک کے ایسے حصوں کے عوام کے جذبات کو اعتدال میں لانے اور ان کی ذہنی تربیت کو صحیح لائنوں پر کام کے قابل بنانا ہے تا ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہونا پائے۔ مگر خیر جو کچھ ہوا بہتر ہوا۔ اب بھی ملک کے سنجیدہ طبقہ کو سرد او دسے لیڈروں کے کہنے کے مطابق عمل کے میدان میں آ جانا چاہیئے اس لئے کہ زبانی باتیں تو بہت کی جاتی ہیں۔ مگر جن باتوں کے ساتھ عمل نہ ہو اس کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔

خدا کرے کہ ہمارے ملک والے بھی وقت کی اس اہم ضرورت کو سمجھیں اور جس خوفناک صورت حال کا اس وقت ملک کو سامنا ہے اس سے ملک کو صحیح سلامت گزار لیں۔ اور باہمی اتحاد اور کامل یکجہتی کے ساتھ ملک کی سالمیت چاہیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ ملک پر کوئی آفت آئی۔ تو ممکن نہیں کہ اس ملک کے بسنے والے اس آفت کا شکار نہ ہوں۔

العیاذ باللہ

تعمیر نو

احمدیہ جوبلی ہال حیدرآباد

احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدرآباد (آندھرا پردیش) ایک پرانی تاریخی عمارت ہے جو ایک لمبے عرصہ سے جماعتی کاموں کے لئے استعمال ہوتی رہتی ہے۔ گذشتہ سال اس عمارت کا ایک حصہ گر جانے کی وجہ سے اسے دوبارہ تعمیر کروانے کا معاملہ بزرگان کی خدمت میں زیر غور تھا۔

حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک اصولی ہدایت کی روشنی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس تاریخی اور جماعتی عمارت کو از سر نو تین منزلہ صورت میں تعمیر کیا جائے۔

اس عمارت ایک منزل پورے طور پر جماعتی امور کے لئے مختص رہے گی۔ اور بقیہ دو حصوں کو کرایہ پر چڑھا کر فائدہ اٹھایا جائے گا۔

اس عمارت کے اخراجات کے ½ حصہ جو کم و بیش ۷۵ ہزار روپے بنتا ہے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ حیدرآباد سکندرآباد، یادگیر، چنتہ کنٹہ اور دیگر قریب ملحقہ جماعتوں کے صاحب حیثیت مخیر احباب پر ڈالی گئی ہے۔ لہذا اعلان ہذا کے ذریعہ سے یہ تحریک کی جاتی ہے کہ حیدرآباد اور اس سے ملحقہ جماعتوں کے صاحب حیثیت احباب کو چاہیئے کہ اس جماعتی ضرورت کے لئے ۷۵ ہزار روپے چندہ کی تحریک میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں اور جلد از جلد اپنے وعدہ جات مرکز میں بھجوا دیں اس غرض کے لئے قادیان دفتر محاسب میں ایک امانت تعمیر احمدیہ جوبلی ہال حیدرآباد کھولی گئی ہے لہذا جملہ احباب اپنے وعدوں کی ادائیگی مقامی سیکرٹریان مال کے ذریعہ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں فرما دیں۔

مندرجہ بالا جماعتوں کے امراء صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ بلاتوقف اپنی اپنی جماعتوں میں تعمیر احمدیہ جوبلی ہال حیدرآباد کے لئے چندہ کی تحریک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہدایات اور منشاء کے ماتحت کی جارہی ہے۔ اس لئے امید ہے کہ مخلص جماعت اس تحریک کی اہمیت اور اپنی مالی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

سہ ماہی اول اور بقایا دار احباب

گذشتہ مالی سال ۶۷-۱۹۶۶ء کی سہ ماہی اول اور بقایا چندہ کی پوزیشن سے جماعتوں کو اطلاع نظارت ہذا کی طرف سے بھجوائی جا چکی ہے نیز سال رواں کے مشخصہ اور منظور شدہ بجٹ لازمی چندہ جات سے بھی ہر جماعت کو آگاہ کیا جا چکا ہے۔ جملہ عہدیداران مال اور بقایا دار احباب کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار افراد کو جماعتی نظام سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

موجودہ مال کی سہ ماہی اول کے دو ماہ گذر رہے ہیں بقایا دار جماعتوں کے سیکرٹریان مال اور بقایا دار افراد کو چاہیئے کہ وہ اس دوماہی سے پہلے ذمہ داری کا احساس کرکے گزشتہ کوتاہی کا ازالہ فرمائیں اور اس بات کا عملی طور پر ثبوت دیں کہ وہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔

امید ہے کہ وصول چندہ جات کے سلسلہ میں پہلے سے باقاعدہ کوشش اور خاص توجہ دی جائے گی تا کہ موجودہ مالی سال کے آخر تک جملہ جماعتوں کے سو فیصدی چندہ کی وصولی ممکن ہو سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں اور عہدیداران کو اپنی یہ ذمہ داری صحیح طور پر سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)